Title - ARMUGHAAN FIRANG

Creator - Sayyed Mohd. Zamin Kantoori

Publisher - Matba Shamsi (Hyderabad).

Date - N.A.

Pages - 104

Subjects - Tazkira Shora Inglistan ; Inglistan - Tazkira Shora

ارمغان فرنگ

یعنی

تذکرہ شعراے انگلستان جس مین چیدہ چیدہ انگریزی
نظمون کے ترجمے اور اونکے مصنفین کے مختصر
حالات درج ہین اور آخر مین مولف کی بھی چند نظمین شریک
کردی گئی ہین

مولفہ

جناب مولوی سید محمد ضامن صاحب کنتوری

در مطبع شمسی حیدرآباد دکن باہتمام ابوالرجا محمد عبدالرحیم ابن آکبر پاشا طبع شد

ارمغان فرنگ

یعنی

تذکرہ شعرائے انگلستان جس میں چیدہ چیدہ انگریزی
نظموں کے ترجمے اور انکے مصنفین کے مختصر
حالات درج ہیں اور آخر میں مولف کی بھی چند نظمیں شریک
کردی گئی ہیں

مولفہ

جناب مولوی سید محمد ضامن صاحب کنتوری

در مطبع شمسی حیدرآباد دکن باہتمام محمد عبدالرحیم خان اکبرآبادی طبع شد

فہرست مضامین

دیباچہ

ترسم کہ اشک در غم ما پردہ در شود

وین راز سر بمہر بہ عالم سمر شود

معزز ناظرین۔ یہہ مختصر سا مجموعہ جو نہایت ادب کے ساتھہ باُمید قبولیت آپکے سامنے پیش کیا جاتا ہے اردو مین اپنے رنگ کی پہلی تصنیف ہے۔ اسکے دو حصہ ہین۔ پہلے حصّہ مین انگریزی نظمون کے ترجمے اور اونکے مصنّفین کے مختصر حالات درج ہین اور دوسرے مین چند نظمین ہماری اپنی ہذیان سرایے کا نتیجہ ہین۔

دوسرے حصہ کی نسبت تو صرف اسی قدر کہنے کی جرات ہو سکتی ہے کہ ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ البتہ ترجمون کے متعلق چند ضروری باتین عرض کرنے کے لئے کسیقدر آپکا وقت عزیز ضایع کیا جائے گا۔

ظاہر ہے کہ جہاں انگریزی تعلیم کے بدولت اور اور برکتیں حاصل ہو رہی ہیں
وہاں شاعری نے کیا قصور کیا تھا جو محروم رہتے آخر اسپر بھی نظریں پڑنے لگیں اور
تصرفات ہونے لگے (اچھا بھی اور بیجا بھی)۔ ایشیائی شاعری کے
قطعاً مردود اور مغربی طرز کلام کے محمود ہونے کا اعتقاد روز بروز بڑھتا
چلا۔ اچھی خواہ بُری موزون خواہ ناموزون جدید رنگ کی نظمیں اخبارونمیں
نظر آنے لگیں اور نئی روشنی کے نوجوان آنکھیں بند کرکے داد دینے
کو تیار ہو گئے بہرکیف نظم اردو کی دنیا میں نیا انقلاب برپا ہونیکی
امید قایم ہو چلی یہ رنگ دیکھکے ہمنے بھی چاہا کہ غزل گوئی کو چھوڑ کر اسی
میدان میں اٹھ پاؤں ماریں۔ مگر کیا؟ جب ذرا بھی آگے قدم بڑھانے
کی کوشش کی وہی عاشقانہ رنگ کا پرفضا باغ فریب نیرنگ
کیطرح آنکھوں کے سامنے لہلہانے لگا۔ واقعی ہاے خیال اس
ٹھنڈی سڑک پر چلنے کے اسدرجہ عادی ہو گئے تھے کہ ہر نیا
راستہ گو وہ کیسا ہی سیدھا کیوں نہو اون کے حق میں بغیر کسی رہنما

کے بہول بہلیان سے کم نہ تھا۔ مگر رہنما بتاتے تہی تو کسکو بتاتے۔ اگر
قومی شاعری مدنظر ہوتی تو مولانا حالی کی تقلید کیجاتی یا یون کہیے کہ اونکا منہ
چڑہایا جاتا۔ مگر اوس سے تو ہ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ کا خیال
مانع ہوا۔ لامحالہ جس دشت کی سیاحی منظور تھی اوسی دشت کے وحشیون
کے قدم بہ قدم چلنے کی ٹہری یعنی یہ خیال ہوا کہ یورپ کے شاہدان معنی
کا نظارہ ہندی الفاظ کا لباس پہنا کے کرنا چاہیے چنانچہ مختلف شعرای
انگلستان کی چیدہ چیدہ نظمین۔ جو کسی قدر ہمارے مذاق سے بھی ملتی جلتی
معلوم ہوئین فراہم کر کے اونکی ترجمہ کی کوشش کیگئی۔ اگرچہ ترجمہ کو
ان اوبلیجنگ ٹیسک (وہ کام جس مین کسی کی خوشنودی منظور ہو) کہا گیا
ہے لیکن چونکہ یہ کام ہ نہ ستایش کی تمنا نہ صلہ کی پروا۔ کو ملحوظ
رکھکر اختیار کیا گیا تھا جسکا منشا صرف اُن حضرات کے لئے
چند نمونون کا مہیا کر دینا تہا جو نئے رنگ مین کچھ کہنا چاہتے ہین اسلئے
کوشش یہی رہی کہ جو مضامین انگریزی سے اخذ کئے گئے ہین ترجمہ

کی حد سے متجاوز نہ ہونے پائین اور تشبیہات و استعارات
بلکہ حتی الامکان الفاظ بھی وہی لائے جائین جو شاعر کے اصل کلام
مین استعمال ہوئے ہین۔ ہرچند کہ اس احتیاط پر بھی ضرورت شعری
کے لحاظ سے کہین کہین مجبوراً عنان اعتدال ہاتھ سے جاتی رہی ہے
لیکن جو لوگ اس فن کے جاننے والے اور اس کام کے کرنیوالے
ہین وہ غالباً اس خطا کی جانب سے چشم پوشی کرنے مین دریغ نہ فرمائینگے

دوسری خطائے فاش جو اس کام مین سرزد ہوئی ہے وہ اگرچہ بہ
شاعری کے لحاظ سے ایسے گناہ کبیرہ کے حد تک پہونچ گئی ہے۔ جو
کسیطرح قابل معافی سمجھے جانے کے لایق نہین ہوسکتی لیکن پھر بھی اظہار
حال کئے بغیر کوئی چارہ نہین یعنی بعض نظمین اس مجموعی مین ایسی دکھائی
دینگی جو اصناف عشرہ نظم مین سے کسی صنف مین داخل نہین ہوسکتین۔ اور
نہ ہمارے پاس بجز اسکے کوئی اور جواب ہے کہ چونکہ انگریزی نظم کا نمونہ
دکھانا منظور تھا اسلیئے یہ بدعت جائز رکھی گئی۔ کیونکہ ایشیائی شاعری کے

حسن بیان اور اوسکی اظہر من الشمس خوشنمایون کا اعتراف نکرنا گویا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ تاہم اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو اس ناجائز تصرف سے ہمارے اصول مقررہ کی کسی نوع کے تنقیص نہین ہوتی بلکہ طرز بیان مین ایک قسم کے توسیع متصور ہے جسکے رد و قبول کا اختیار قوم کے ہاتھ مین ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جسطرح دوسرے علوم کی ترقی کیلئے ضرور ہے کہ مختلف ممالک مختلف اقوام اور مختلف اشخاص کی رایون اور تجربون سے استفادہ کیا جائے بقول شاعر ؎

گر ہے گداگری کا یہ لیجیے بھیک دوڑ کر	جس سے ملے جہان ملے جو ملے اور جب ملے
ہادی یہی حصول اکتساب ہو جسے سب ہے مستفید	ترک سے ملے یا تتار سے ملے روس ملے او عرب ملے

اسیطرح ادب مین بھی کامل ترقی کی اُمید اسیوقت ہوسکتی ہے جب اسمین متعدد اسالیب بیان کی گنجایش اور مختلف السنہ کے نمونے پیش نظر ہون یہ ایک خیال تھا جو ظاہر کر دیا گیا ورنہ ؎

حافظا وظیفہ تو دعا گفتن است و بس	در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اب ہم اپنی اس پراگندہ تقریر کو ختم کر کے اصل کتاب کو ایک ایسی غزل سے شروع کرتے ہیں جس کا اس کتاب کی مناسبت سے سرانجام ہو جانا بالکل حسن اتفاق پر مبنی ہے جس انگریزی نظم کا یہ ترجمہ ہے وہ اعلیحضرت قدر قدرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی سالگرہ کی مبارک کی تقریب میں حیدر آباد گوشہ محل میں روبرو بطور نیشنل اینتھم کے پڑھی گئی تھی۔

خاکسار
ضامن کنتوری

غزل در مدح اعلیحضرت قدر قدرت بادشاہ اسلام پناہ رستم دوران۔ افلاطون زمان مظفر الدولہ مظفر الممالک نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ہز ہائینس نواب میر محبوب علی خان بہادر۔

فضل الہ شامل حال نظام ہو ۔ اور اوسکی سلطنت کو خلود و دوام ہو
تدبیر سے ہم ہوا اوسکی ترقی ہر امر مین ۔ آباد و شاد ملک و رعایا تمام ہو
نعمت امان و امن ہی ہر ملک و قوم کو ۔ یارب ہمین نصیب یہ نعمت مدام ہو
یارب سدا محافظ و ہادی رہ انکا تو ۔ مورد ترے کرم کا حضور نظام ہو
ہر راہ مین ہو فتح جلو رینہ فتح جنگ ۔ مصداق شرح آیہ نصرت یہ نام ہو
سلطان سلطنت کا ہو تمغا یہ تین لفظ ۔ نیکی و اعتقاد و توکل سے کام ہو

یارب ہو امن و وسعت روزی نصیب خلق　　اس عہد معدلت مین ہر اک شاد کام ہو

آقا ہمارا جو کہ ہے برطانیہ کا دوست　　پہولے پہلے جہان مین او نیکنام ہو

یارب رکہہ اپنے حصن حفاظت مین تو اُسے

سرسبز باغ دہر مین شاہ نظام ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارل آف اکسفورڈ

اصلی نام ایڈورڈ ڈویر تھا ۱۵۳۴ھ عیسوی مین پیدا ہوا اور ۱۵۶۲ھ عیسوی مین اپنے باپ کا جانشین اور ارل آف آکسفورڈ کے خاندانی خطاب کا جو سات پشتون سے اس کے خاندان مین نسلاً بعد نسلٍ چلا آتا تھا سرفراز ہوا اور ۱۶۰۴ھ مین ایک سو تیس برس کی عمر طولانی کو پہونچکر وفات پائی۔

ایڈورڈ بچپنے ہی سے طبیعت کا تیز اور دلیر تھا اور اوس کے عام ہمدردی کے خیالات نے اور بھی اوسکو ہر دلعزیز بنا دیا تھا اوسکی شاعرانہ قابلیت کو بھی لوگ وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اگرچہ اوس کا شمار ملکہ الیزبتھ کے عہد کے اعلیٰ شعرا مین نہ تھا تاہم اوس کا کلام دلکش تھا جس نظم کا ترجمہ ہمنے تمنا کے عنوان سے کیا ہے وہ اوس کے تمام کلام مین سب سے زیادہ مشہور اور عمدہ سمجھی جاتی ہے۔

تمنا

یہ اک روز پوچھا تمنا سے مینے
لیا تو نے کب دور کیونکر جنم؟
کہا اوسنے "ایام تھے وہ خوشی کے
کہ پیدا ہوئے موسم گل مین ہم"

کہا مین نے "اے دلربا حور پیکر
بتا سچ کہ ہے بطن سے کسکے تو؟
کہا اوسنے "کہتے ہین مردم یہ اکثر
تخیل ہے باپ اور مان جستجو"

جو پوچھا "ہے کیا نام دایہ کا تیری؟"
تو سنکر لگی کرنے وہ یون بیان
"کسیکو نہو جس کی صحبت سے سیری
ہے کہتا جوانی جسے سب جہان"

کہا مینے "آخر غذا تیری کیا ہے؟"
کہا اوسنے "پوچھو نہ کچھ اسکا حال
کبابون مین جو لخت دل کے مزا ہے
ہے کہنے سے اوسکا سمجھنا محال"

جو پوچھا کہ "پیتی ہے تو کونسے مے؟"
تو بولی عجب ناز سے وہ پری
"لگاتی نہین منہ سے مین کوئی بھی شے
بجز اشک عشاق کے دوسری"

کہا مین نے "گہوارہ ہوگا وہ کیسا
کہ پالی گئی جسمین طفلی مین تو؟"
کہا "تھا وہ ایسی امیدون کا جھولا
کہ وانتک پہونچتی نہ وحشت کی پینگ"

کہا مینے جب کون دیتا تھا لوری
کہ سنکر جسے نیند آتی تجھے؟"
کہا "آہین ہمدردون کی میٹھی میٹھی
سناتی تھین افسانے دلکش مجھے"

جو پوچھا "ٹھکانا ہے تیرا کہان پر
مکان کس جگہ اور منزل ہے کیا؟"
تو بولی "زمین پر ہون نہ آسمان پر
ہے بس اہل ہمت کا دل گھر مرا"

جو پوچھا کہ "صحبت مین رہتی ہے کسکی؟
تو بولی "ہر صحبت سے نفرت مجھے"
کہا "پھر ہے شغل اور کیا دل لگی کا؟"
کہا "بس ہے اک کنج عزلت مجھے"

کہا "دوست رکھتی ہے تو اپنا کس کو؟"

کہا اوسکو جو میرا ہو درد مند"
کہا جانتی ہے عدو اپنا کسکو"؟
کہا آرزو کو ہو جس سے گزند"

جو پوچھا کہ کب سے تجھے موت آتی؟"
کہا بھید اس کا نہ سمجھا کوئی"
کرشمے مین ایسے ہون لاکھون دکھاتی
ادہر مر گئی اور ادہر جی اوٹھی"

برونگ

یہ اہل کمال کی محسود عورت مسز الیزبیتھ بیرٹ برونگ سنہ ۱۸۰۹ء مین بمقام ہرفرڈشیر (انگلستان) پیدا ہوئی اور ۲۶ جون سنہ ۱۸۶۱ء مین وفات پائی۔

اگرچہ اسکے حالات اس قابل ہین کہ تفصیل کے ساتھ لکھے جائین لیکن چونکہ ہمارا موضوع بیاگرفی نہین ہے اسلئے نہایت مختصر اور ضروری واقعات پر اکتفا کرتے ہین۔

صانع ازل نے جیسی اوس کی صورت حسین بنائی تھی ویسا ہی حسن سیرت بھی کوٹھ کوٹ کے بھر دیا تھا۔ طفل ہی مین اوسکی ذکاوت کے جوہر اپنی چمک دکھانے لگے تھے اور کم سنی ہی مین لیاقت کا آفتاب افق شہرت پر بلند ہونے لگا تھا بیس برس کی عمر کو پہونچنے سے قبل ہی اوسنے مختلف رسالون کی نامہ نگاری شروع کر دی اور سترہ برس کے سن مین یعنی (سنہ ۱۸۲۶ء) مین اوسنے اپنی تصنیفات کی ایک جلد شائع کی جسمین ایک مسودہ نظم جسکا عنوان "طبیعت انسانی" ہے اور بہت سی متفرق نظمین شامل تھین۔ باوجودیکہ سنہ ۱۸۳۷ء مین ایک مرض مہلک مین مبتلا ہونے کی وجہ سے اوسکی صحت بالکل خراب ہو گئی تھی مگر پھر بھی اوسنے اپنے علمی مشاغل کو ہاتھ سے نہین دیا اور بدستور یونانی شعرا اور فلاسفہ کی تصنیفات کا مطالعہ کرتی رہی۔

مگر تبدیل آب و ہوا کے لئے طبیبون کی صلاح سے اوسکو ٹارکوی چلا جانا پڑا جہان ایک سال نہین گذرا تھا کہ اوسکا چھوٹا بھائی دریا مین ڈوب کر مرگیا اس جانگداز حادثہ نے اوسکی صحت پر ایسا برا اثر ڈالا کہ وہ ایک سال کے بعد جاکر اس قابل ہوئی کہ لندن مین آکر اپنے اعزہ اور احباب مین بسر کرے۔

لندن مین آنے کے بعد بقول مس اسٹفرڈ کے "اوسکا اکثر وقت اون تمام کتابون کے پڑھنے مین صرف ہوتا تھا جو پڑھنے کے قابل ہوتین خواہ وہ کسی زبان[1] کی ہون اور اوسنے تمام وقت اون نظمون کے تصنیف کرنے کے لئے وقف کر رکھا تھا جن کے لکھنے کے لئے خدا نے اوسکو پیدا کیا تھا" اگرچہ مسز براوننگ کی عمر کا بڑا حصہ علالت مین ضائع ہوا لیکن پھر بھی اوسکی نظم کلیات کی پانچ مبسوط جلدین انگریزی شاعری کا مذاق رکھنے والون مین ہمیشہ کے لئے عزت وقعت اور دلچسپی کے ساتھ دیکھی جائینگی۔ اوس کے زبان کی سلاست خیالات کی رفعت مضامین کا ربط ضبط اور فطرتی جذبات کا ایسے الفاظ مین بیان کرنا کہ جس سے کوئی دل متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ایسی چیزین ہین جنھون نے بڑے بڑے لائق اور سخن سنج لوگون سے اوس کے حق مین یہ فیصلہ کروالیا ہے کہ اوسکو انگلستان کے اعلی طبقہ کے شعرا کی انجمن مین کرسی اعتبار پر جگہہ ملنی چاہیے۔

ہم مسز براوننگ کی دو نظمون کا ترجمہ ذیل مین درج کرتے ہین جو اگرچہ اپنی اصلی حالت پر باقی نہین رہی ہین لیکن پھر بھی امید ہے کہ اہل نظر اون کے مضامین سے مصنفہ کے مذاق سخن گوئی کا بخوبی اندازہ کرکے مترجم کی لغزشون سے چشم پوشی فرمائینگے۔

[1] صرف یورپ کی مروجہ زبانین مراد ہین ۱۲ مترجم

گل بے موسم

پھول گلاب کا پھولا لیکن — تھے نہ یہ اوسکے پھولنے کے دن
سارے چمن مین تھا جو نرالا — حسن تھا یکتائی سے دوبالا
رنگت اوسکی سب سے نرالی — پھول سفید اور سبز تھی ڈالی
سب سے پہلے آنے والا — موسم گل کا لانے والا
دلکشی تھین جو ادائین اوسکی — روکتی کیونکر باد جنوبی
بولا بلبل مین تو جانے دے — مجکو باد جنوب آنے دے
ہونگا سارے چمن مین یکتا — ہوگا زمانہ میرا شیدا
توہی تنہا مین دیکھتا رہتا — فصل گل کے اگر آنے کا
میڈم[1] بلش اور مسک بھی ہوتے — ماس بھی رائل[1] ڈسک بھی ہوتے
صحبت یہ جو مہیا ہوتی — قدر ہماری پھر کیا ہوتی
ہوتے پھول ہی پھول ہر اک جا — ایک اک بلبل کے لئے صدہا
سب سے پہلے مین آیا ہون — قاصد فصل بہاری کا ہون
مین ہون تنہا مین ہون یکتا — قدر نہ کیون ہو میری دوبالا
مژدہ فصل گل لایا ہون — ذوق جام گل لایا ہون
تاکہ جہان مین دھوم ہو میری — کون و مکان مین دھوم ہو میری
بلبل نغمہ سرا ہون سارے — نام پہ میرے فدا ہون سارے

[1] یہ چارون گلاب کے اقسام ہین۔

لطف سے ہون مجھسے پیار ہون مجھسے ۔ ہردم بوس وکنار ہون مجھسے
شکر گذار چمن ہو سارا ۔ باغ کا باغ مگن ہو سارا
خوش ہون گلچین شاد کہ یور ۔ موتی کرتی ہوا اوس نچھاور
کیڑے چھوٹے چھوٹے سارے ۔ جیتے ہین جو سورج کے سہارے
دیکھین میری چمک دمک کو ۔ دوڑ کے آئین سب کے سب وہ
سارے پتنگے تتلیان ساری ۔ پوچھین یہ صورت پیاری پیاری
گھومین دن بھر گرد ہمارے ۔ صدقے تیرے ہون یہ اشارے
چندر چکور فضا سے اوترین ۔ دیکھکے مجھکو ہوا سے اوترین
شب بھر عشق کا راگ وہ گائین ۔ صبح کے ہوتے ہی اڑ جائین
غول کے غول عنادل آئین ۔ ولدادہ سر سے بیدل آئین وہ
دن بھر دھوپ کا دکھ سہتے ہون ۔ میری خواصی مین رہتے ہون
جب نظر آئے اوس کو زمین پر ۔ چاند سا میرا روپ منور
دور نہین جیتے سے فلک بھی ۔ دیکھے جھانک کے صورت میری
اور زمین بھی کرکے فراہم ۔ اپنے سارے پھولون کو باہم
بھیجے بھر مبارک بادی ۔ باغ مین ہو اک وہوم کی شادی
سن کے یہ تقریر بخوبی ۔ خوش ہوئی بے حد باد جنوبی
بار پھر اوس نے باغ مین پایا ۔ فرحان خندان چمن مین آیا
تھا جو سارے چمن مین نرالا ۔ حسن تھا اوس کا سب سے بالا
پر افسوس گمان وہ غلط تھا ۔ کوئی نہ اوس کا خواہان نکلا

قدر ہوئی گلشن مین نہ اوسکی
سارے درخت اور سارے پودے
ایک بھی پتا سبز نہ تھا وان
تیتریان تھین ساری بے پر
ہلتی تھی نہ جگہ سے کوئی
ہونے کو تھے چکور ہوا پر
گھاس مین تھے وہ کبھی چھپ جاتے
بلبل تھے دریا کے کنارے
تھے سنسان جزیرے بساے
ان دونون کے بدلے مین تھی
رس کے لالچ مین کرتی تھی
رفتہ رفتہ تھوڑا تھوڑا
مینہ نے دیا جب منہ پر چھینٹا
+برف کے صدمے سہتے ہوئے تھے
کیون جی برف کے ٹکڑے ہو تم؟
زور ہوئے اب کیا وہ تمھارے
کیا ہوا وہ سب خیمہ ڈیرا
شاخ مل سے ہے یہ رہنے کو

رہ گئی دل مین حسرت ساری
افسردہ تھے جو خزان سے
جو ہوا سپر مردہ جنبان
رینگتی پھرتی دیوارون پر
حالت تھی سب بال و پری کی
دیکھ نہ سکتے تھے وہ اسے پر
تارون کو گا کے گیت سناتے
دن فرقت کے یہین گذارے
اپنے راگ سے رنگ جماے
حاضر تنہا شہد کی مکھی
خدمت جو اوس سے ہو سکتی
چھایا ابر اور مینہ بھی برسا
بخت زمین کا خواب سے چونکا
گل کو غور سے دیکھ کے بولے
باغ مین آکر بیٹھے ہو تم ؟
گھیرے تھے سب کو وہ ہمارے
رہ گئے اب جو یکہ و تنہا
ساتھ ہمارا کب کہنے کو

+ چونکہ مصنفہ سرد ملک کی رہنے والی تھی اسلئے جاڑون کو خزان کا موسم قرار دیا ہے ۱۲

گل پر کیون یہ دہوکا ہوتا
پیش از وقت نہ گر وہ آتا
کہنے والا کہتا کچھ موںھ سے
غم نے گھیرا اوسکو آکر
شاعر ایک قریب کھڑا تھا
اوسنے دیکھا اسکو ہنسکے
بولا اکثر یہ ہے پیش آتا
شاعر کرتے ہین نغمہ سرائی
وقت سے پہلے آنے والے
گرچہ تنہائی کے سبب سے
قول ہے اون کا فعل ہے انکا
لیکن تنہا ہون جو ہین ہمسر
عیب و ہنر کا دیکھنے والا
گھنٹی بے لسگر کی بجائین
بجے بھی گر وہ کون سنے گا
کوئی فرشتہ ہو یا انسان
اجڑے گھر مین جو رہتا ہوگا
پھول ہو یا شاعر ہو کوئی
وقت سے پہلے جب آئینگے

کاش غریب نہ پھولا ہوتا
ذلت ایسی کبھی نہ پاتا
ہان نا لیکن ہوش کسے تھے
کھلا کے وہ گرا زمین پر
یہ گل اوسکے قدمون پہ لوٹا
عبرت اور عزت کی نظر سے
شاعرون کو بھی واقعہ ایسا
بہرون کو نہین دیتا سنائی
اپنی قدر گھٹانے والے
آپ ہی اپنی تذلیل مین ہوتے
سب سے برتر سب سے اعلے
قدر ہماری کیا ہو مسلم
جب نہو کوئی پرکھ وہ ہنر کیا
پیدا ہونگی کب اوس سے صدائین
جرس نہ اوسکو کوئی کہے گا
دیکھنے والے سمجھین گے شیدان
خواہی نخواہی دھوکا ہوگا
دونون کی حالت ایک سی ہوگی
قدرشناس نہ ہم پائینگے

اسے گل کھلانا ہے بہتر
ہوگا نہ یاں پر تیرا گذارا
پر ہم اسکو گرا ہیں گے
کہکے یہ کیا جانے کیا سوچا
کہنے لگا کچھ سوچکے دل مین
شکر ہے ہم بندے ہین اسکے
قدر تمہاری ہو کہ نہو کچھ
ہم ہین مبارک ہین جہان یا تو
گرچہ ناقدری ہے دنیا
گو کوئی چیز نہ سمجھین ہمکو
ہمکو خدا نے عزیز بنایا
گر نہون بلبل کیا پروا ہے
شرم کے قابل ہے وہ شاعر
یہ شہرت پر مرنے والے
لائق نفرین ہے وہ شاعر
کیا کم ہے وہ دولت تم کو
تم ہو واقف راز نہانی
خلق نہ مانے تم کو نہ مانے
اسکے موہنہ نہ لگو تم ہرگز

شاعر نغمہ سرائی بس کر
سرد پڑا ہے عالم سارا
راہ پہ جیسے ہو لائین سے گم
چاند کی صورت چہرہ چمکا +
نور خدا ہے ایک ایک تل مین
نیک کہ بد ہین خلقت سمجھے
عزت اپنی آپ کرو کچھ
غم اے پھول نہ مطلق کھا تو
اس کو نہو گو تیری پروا
لوگ عزیز نہ سمجھین ہم کو
ہم ناچیز تھے چیز بنایا
گل کی بو سے جہان بسا ہے
شعر کہے جو داد کی خاطر
ہوتے ہین کب کچھ کرنیوالے
جان دے جو جھوٹی شہرت پر
کی جو خدا نے ودیعت تم کو
تم ہو خدیو ملک معانی
قدر نہ جانے تمہاری نہ جانے
پروا کچھ نہ کرو تم ہرگز

کیون ناقدرون سے ساز کرو تم | اپنے پر آپ ہی ناز کرو تم
شکر کرو تم اوس کی عطا کا | ہے یہ بڑا احسان خدا کا
جسنے تمہین اپنا بنایا | کیسا اعلےٰ رتبہ بخشا
جس سے ہر مصرع مین اثر ہے | شاخ مضامین بار آور ہے
پہول سے جو ہی جھڑتی ہے | اوسکی نظر مین وہ رہتی ہے
شاعر کرے گا جب کام اوسکا | کیونکر ہوگا نہ پہر نام اوسکا
شکر کرو اون امیدونکا | جن پر آگے کو ہے سہارا
آج نہو گو قدر تمہاری | چشمۂ فیض ہے تمسے جاری
باتین ہی جب لکہو گے | داد کبہی نہ کبہی پاؤ گے
شکر کرو اس کا کہ خدا نے | اوس چشمۂ فیض و عطا نے
تم کو دین وہ بینا آنکہین | قدرت کے جو کرشمے دیکہین
رنج عبث کرتے ہو یارو | ہنسی خوشی سے عمر گذارو

تم تو نہو گے پر یہ زمانہ
رکہے گا یاد تمہارا فسانہ

عشق و حسرت

خدا جانے وہ بیداری تہی یا تہا خوابکا عالم | نظر آئی مجہے اک ٹیلہ پر بیٹہی ہوئی حسرت
کبہی غم سے مخاطب ہوکے کہتی آ کہ اے ہمدم | کبہی جانسوز آہین بہرتی تہی جو اوسکی تہی عادت

کبھی کر کر کے نالے کہتی تھی درد جگر اپنا
پٹکتی تھی کبھی سنگ مصیبت پر وہ سر اپنا

فلک پر سے یہ بولا ناگہاں اک ابر کا ٹکڑا
ہوائیں چل بسیں سب چھوڑ کے مجھکو یہاں تنہا

بدر زمی جیسے ہو نغمہ خروش آبشاروں کا
نصیب ہوگا کب دیدار یارب کوہساروں کا

نہ جب تک شبنم افشانی کی حاجت ہو زمستاں میں
مجھے رہنا ہے اس آتش زدہ صحرا کے ویراں میں

تپش نے مہر عالمتاب کی ایسا اثر ڈالا
ہوا اس حالت پہ بھی کام اُسنے اپنا پیش کر ڈالا

کہ جس سے تپ مجھے آنے لگی اور ہو گئی کاپا
بنا رکھا ہے مجھکو بادبان کشتی اخضر

مری حسرت! جو تو اک آہ طوفان خیز دے مجھکو
تو اڑدوں اس ہوا میں پیچی اور دو نیں دعا مجھکو

مگر تھا عشق حاضر اس گھڑی اسکی حضوری میں
اسی رہتی تھی جد و کد بڑی اسکی حضوری میں

بصد تحریر تعلق وہ گرانقدر مونیہ حسرت سے کہ
جواب اُسنے دیا یہ ابر کو حسرت کی جانب سے

نہیں اے ابر ہرگز نہیں!! ممکن نہیں ہاں!! یہ ہو نہیں سکتا
جو دولت خاص میری ہے وہ تو لے ہو نہیں سکتا

سمجھ لے اوس جگہ پر عشق کا قبضہ مسلم ہے
فدا ہے روح میرے سے واسطے اسکا یہی غم ہے

قدم رکھتی ہے حسرت جس جگہ دنیا کے پردے پر
مزے لیتا ہے دل اوسکے ہر اک پر درد نالے پر

اسی پر ناز ہے مجھکو اسی سے نام ہے میرا
یہ میری ہم نفس ہے اسکی خدمت کام ہے میرا

کوپر

ولیم کوپر۔ انگلستان کا مشہور شاعر سنہ ۱۷۳۱ء مین بمقام برکہامسٹیڈ ضلع ہرٹفورڈشیر پیدا ہوا اور ایسٹ ڈرہام علاقہ نارفک مین ۲۵ ماہ اپریل سنہ ۱۸۰۰ء مین او نہتر ۶۹ برس کی عمر کو پہونچ کے فوت ہوا۔

مدرسہ چہوڑنے کے بعد وہ تین ۳ سال تک ایک اٹرنی (وکیل) کی خدمت مین رہا اور وہانسے نکلکر ٹمپل مڈل مین داخل ہوا۔ اس درمیان مین وہ ہوس آف لارڈس (مجلس امراے انگلستان) مین محرر مقرر ہوگیا تہا لیکن چونکہ وہ فطرتاً دنیاوی کاروبار کی مشقت اوٹہانے کا متحمل نہ تہا اس لئے بہت جلد اس خدمت سے علیحدہ ہوگیا۔ اوسکے قواے جسمانی اس قدر ضعیف تہے کہ اون کا اثر دماغ پر بہی پڑا جس سے چند روز کے لئے اوسکو پاگل خانہ کی ہوا کہانا بہی نصیب ہوگیا مگر یہان کے نیکدل مہتمم کی مہربانی سے نہایت قلیل عرصہ مین صحت یاب ہوا اور رہائی حاصل کرکے ہنٹنگڈن کو واپس آیا۔

اسکے بعد کا جو زمانہ گذرا اوسمین اسکی شاعری نے فروغ پایا اور ایسا فروغ پایا کہ اوسکا شمار گنتی کے شعرا مین ہونے لگا۔ ذیل مین اوسکی دو چہوٹی چہوٹی نظمون کا اور ایک تیسری نظم کے تمہید کے چند اشعار کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے و ہو ہذا

حرکت مین برکت

قول شاعر کا ہے گو پر نہین اسمین منشا ۔۔۔ چل درمیکدہ تک ہے حرکت مین برکت
حرکت ہی سے ہے قایم یہ نظام عالم ۔۔۔ حرکت گر نہو۔ ہو جاے یہ دنیا برہم

حرکت ہی کی بدولت ہین یہ نیچر[۱] کو فتوح — جسم نیچر ہے اگر تو حرکت اوسمین ہے روح

خوشنمائی سب اسی سے ہے اسی سے زینت — حرکت ہی سے ہے مگر اصل اصول فطرت

کرۂ ارض بھی با این تن و توش و طبقات — کرتا رہتا ہے سدا قطع منازل دن رات

خوف یہ ہے کہ ٹھہر جائے جو اکدم بھر بھی — نیست ہو جائے نہ اس جرم مین اوسکی ہستی

اس غرض سے ہے ہوا کو حرکت کی تکلیف — صاف و باکار اُن اشیا کو کرے جو ہون کثیف

وہ سمندر ہو کہ قطرہ جبھی ملتی ہے صفا — راتدن جب حرکت مین اُسی رہتی ہے ہوا

وہ درختان تنومند جو سرکش تھے بڑے — وہ بھی اس دست درازی سے ہوا کی نہ بچے

نہ سنی ایک بھی اسنے یہ بہت چلائے — شور جتنا کیا اُتنے ہی جھکولے کھائے

کون ایسا ہے یہان جسکو تن آسانی ہو — آگ ہو یا کہ ہوا خاک ہو یا پانی ہو

بدو تخلیق سے خالق کی مشیت ہے یہی — آدمی طالب راحت نہو راحت ہے یہی

ایک قانون ہے سب عالم امکانکے لئے — وہی حیوان کے لئے ہے وہی انسانکے لئے

ہوئی محنت ہی سے انسان کو حاصل عزت — آدمی بنتا ہے انسان اوٹھا کر محنت

پاؤن پھیلائے وہ کاہل جو پڑا سوتا ہے — شوق آرام مین آرام کو خود کھوتا ہے

آنکھین بیٹھی ہوئی رخ زرد بدن لاغر ہی — خاک اس جینے پہ جو موت سے بھی بدتر ہے

دیدہ حیران الگ دل ہے پریشان الگ — کوفت مین جان الگ کھوئی ہین اوسان الگ

برخلاف ایسے نکمے ہین کام کے عادی جو لوگ — نہ اونہین ہے کوئی علت نہ اونہین ہے کوئی روگ

رکھتے ہین راہ طلب مین وہ قدم تیزی سے — لیتے ہین منزل مقصد کو عرق ریزی سے

اس مشقت ہی مین ملتا ہے اونہین کچھ آرام — کام کرتے ہین پہ گویا نہین کرتے کوئی کام

---

۱ نیچر ایک وسیع معنون مین بولا جاتا ہے جسمین تمام (دنیا و ما فیہا) داخل ہے اسلئے لایا گیا ورنہ فطرت کا لفظ بھی آسکتا تھا

یعنی وہ کام سے جھجکتے ہین نہ گھبراتے ہین ‏ — دل جو گھبرا ہی گیا تو کام مین بہلاتے ہین

زندگی کا انہین لوگون کو مزہ آتا ہے — تندرستی سے بڑہاپا بہی تو ٹہرتا ہے

دولت عقل ہو یا قوت جسمانی ہو — جس قدر خرچ کرو اسمین فراوانی ہو

صحت اچھی ہے تو پاس آئیگا کیا اضمحلال — عقل روشن ہے تو کیون ولولے ہون تہ گرد ملال

صائب الرائے ہین رکہتی ہین خیالات بلند — شادمانی مین ہین خوددار الم مین ہین خرسند

کیا عجب ساتھ جو چلنے کی قضا دے زحمت
کہین چل بیکدہ تا ہے حرکت مین برکت

فاختہ

گو اٹھاتا ہی نہین یہ اک قدم بہی بیدلیل
برخلاف اسکے وہ حیوان جنکی فطرت ہے کفیل

ٹھوکرین کہاتا ہے یان انسان لیکن جا بجا
لاکہہ ہون بے عقل پر چلتے ہین کم راہ خطا

اک سہانی شام کو مین تہا جو محو سیر باغ
یہ صدا دیتی تہی بیشک عشق صادق کا سراغ

ناگہان اک فاختہ کی کانمین آئی صدا
اپنے جوڑے سے وہ یون کرتی تہی اظہار ولا

یہ ہمارا رشتۂ مہر و وفا ایسا نہین
بلکہ یاد عیش ایام جوانی بالیقین

ٹوٹ جائے جو زمانہ کی کشاکش سے کبہی
عہد پیری مین ہماری کیگی دلدہی

راستبازی کی اگرچہ پاکبازی مین جہلک
نور الفت صفا آنکہون سے دکہائیگا جہلک

یعنی تیرے دلمین ہے جبتک کرے مجہے تو یاد
خود وفاداری پہ تیری میرا دل ہوگا گواہ

وہ بلائین عام ہین دنیا مین جو سب کے لئے
اور جو ہو بہی ٹالدونگی اوسکو میٹہا بول کے

مین سمجہتی ہون نہ ہوگا مجہہ پہ کچہہ اونکا اثر
تو اگر خوددار کہہ اے شوہر یکتا حال ہو میرا اگر

"جب چمکتی ہے کبھی بجلی میان شاخسار
ڈرتی ہون تو ہی نہو جاے قہر اوسکا شکار
شاہباز اگر یہان پہرتا ہے منڈلاتا کوئی
وسوسہ اسکے سوا دل مین نہین آتا کوئی"

"پاس زوجیت کا ہر دم مجکو آتا ہے خیال
انتہا ہے کہ دل پر یہ ادا ہوتی رہی دال
کرتی ہون تجسے لپٹ کر حق محبت کا ادا
یعنی ہمکو موت بہی اب کر نہین سکتی جدا"

"پر خدا نا کردہ گر بے اعتنائی تو نے کی
دوسرے کو دیکھکر یا بے وفائی تو نے کی
(وہ ہے وہم باطل ہر مرا ہر چند یہ رکہنا معاف)
یا کیا برتاؤ تجسے رسم الفت کے خلاف"

"پہر نہو گی مجکو حاجت برق آتشباز کی
مجسے پہر جائینگی جسدم یہ نگاہین پیار کی
جنگل شاہین کی خاطر جینے کیون پاؤنگی مین
آپ ہی اس غم سے چہاتی پہٹکے مر جاؤنگی مین"

اسطرح وہ دل لبہانیوالی چڑیا خوشنوا
جو سنا اوس سے قلمبند اوسکو مین نے کر لیا
نغمہ سنجی کر رہی تہی صورت ساز طرب
گر سبق حاصل کرین انسان اس سے کیا عجب

ورڈس ورتھ

انگلستان کا مایۂ فخر ولیم ورڈس ورتھ ۷ اپریل ۱۷۷۰ء کو بمقام کاکرموتھ (کمبرلینڈ) پیدا ہوا۔ کیمبرج کالج سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد اسنے سوئٹزرلینڈ اور فرانس کا سفر اوس زمانہ مین کیا جبکہ رولیوشن (بغاوت) کی آگ کے شعلے آسمان تک بلند ہو رہے تہے جو نظمین اوسنے کالرج کی کلام کے ساتھ جو اوسکا ہمعصر تہا ۱۷۹۸ء مین شائع کی ہین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے انگریزی شاعری کی قالب مین نئی روح پہونکنے کا بیڑا اوٹہایا تہا۔ مگر بہا ہے

اسلئے کہ اس جدید طرز کی قدر نہوتی لوگون نے اسکو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا سنہ ۱۸۱۳ء مین وہ ریڈل مونٹ مین چلاآیا اور اوسوقت سے ہمیشہ کے لئے یہی اوس کا مسکن و مدفن ہوگیا۔

اگرچہ دنیا کے عام دستور کے موافق ورڈسورتہہ کی جدت پسندی ابتدا مین پبلک کو نامطبوع ضرور ہوئی ہوگی کیونکہ کان اوس سے آشنا نہ تہے لیکن حقیقت کا رنگ ایسا پائدار ہوتا ہے کہ اوسکے سامنے کوئی دوسرا رنگ ٹھہر نہین سکتا چنانچہ ورڈسورتہہ کے کلام نے پبلک سے اپنی قدر کروا ہی لی اور قدر بہی ایسی ہوئی کہ سنہ ۱۸۴۳ء مین رابرٹ سوودی کے مرنے پر وہی پوئٹ لاریٹ یا انگلستان کا ملک الشعرا مقرر ہوا اور وہی لوگ جو کسی وقت اوس کے سیدہے سادے رنگ کو نفرت کی نظرون سے دیکھتے تہے اب اوسکی تقلید کرنے لگے۔ اسنے سنہ ۱۸۵۰ء مین وفات پائی مندرجہ ذیل اشعار اوسی کی ایک نظم کا ترجمہ ہے۔

بچپنے کی یاد

اک زمانہ وہ بہی تہا جب باغ و راغ و سبزہ زار
گلبن و سنبلستان و لالہ زار و شاخسار
دشت و صحرا کوہ و ہامون آبشار و جوئبار
مجکو آتی تہی نظر ہر شے مین قدرت کی بہار
تہی مگر وہ اک جہلک جو چل بسی مثل شرار
یا خوشی تہی خواب کی جو کرگئی دل بیقرار
حلقہائے گردش ایام کا دل ہے شکار
گو وہ حالت اب نہین پر مین ہون اوسکی یادگار

چرخ پر قوس قزح دکھلائی ہے نیرنگیان
اب بھی ہے خورشید عالمتاب جان بخش جہان
شاہدان گل کے ہین انداز اب بھی دلستان
اب بھی بزم ماہ مین ہے فرش نیلی طیلسان
چاندنی مین اب بھی ہے پر لطف دریا کا سمان
اب بھی ہے دلچسپ و دلکش بلبلونکی داستان
مجکو لیکن انپہ ہر شے سے یہ ہوتا ہے گمان
شادمانی کر گئی گویا زمانے سے فرار

جب نوا سنجان گلشن کر رہے تہے چہچہے
اک خیال جانگزا نے آکے گھیرا تہا مجھے
از سر نو آگیا دل میرا قابو مین مرے
وحشیان دشت تہے ہر سو قرارے بھر رہے
کھو دیا پر اوسکو اک جادو بھری آواز نے
آمد فصل بہاری سے ہین خوش چھوٹے بڑے
میری افسردہ دلی کا کیون اثر ان پر پڑے
فطرتی عشرت مین حارج ہونگا کیا مین دلفگار ۞

چار دونگے شور پر ہے شادیانونکا خیال
بنگئی فیضان موسم سے صبا باد شمال
بحر و بر مین ہر جگہ جوش مسرت ہے کمال
گونجتے ہین نعرہ ہای عیش و عشرت سے جبال
فرط شادی سے عروس دہر کا چہرہ ہے لال
ہے بہار ماہ سے انسان و حیوان ہین بحال
اے شہزادی ہے تو زندہ دلی کی اک مثال
یان بجا اگر نفیری گائینگے مل کر ملار

اے ملایک سیر تو ہے عین اخلاص و صفا
ہے فرشتون نے تمہارا ساتھ عشرت مین دیا
اس مسرت مین تمہارے ہے اگر حصہ مرا
شک نہین معصوم بچو تم ہو خاصان خدا
ہر طرح سے مجھکو ہے منظور تم سب کی رضا
دل سے مین بھی ساتھ ہون گو اب نہین سادہ دل
غایت اس سچی مسرت کی ہون مین پہچانتا

مجمع ہے سب ان قلوب صاف کا حال آشکار

ہے مبارک کیا ہی ماہ مے کی یہ پیاری سحر | محو آرایش عروس دہر ہے جب سر بسر
اک طرف ہے مہر نور افشان بساط خاک پر | گوویونین ہین سہکتے جسکو بچے دیکھکر
موجزن جوش مسرت ہے دلونمین کس قدر | جہولیان بہر بہر کے لڑکے چنتے ہین گلہای تر

حیف ہے افسردہ خاطر آج بہی ہون مین اگر
اور گلستان مین ہون خوش خوش طفل گلچین بہا

زندگی انسان کی کیا اور کیا ہی اوسکی ہست و بود | اس ستارہ کی ہے بس اک دم کی یہ ساری نمود
بے سر و سامان نہین ہوتا ہے گو اپنا ورود | ساتھ ساتھ آتی ہین اپنا فضل و رحمت رب ودود
عہد طفلی کا ثمر ہے ہر زمانہ سے فزود | گہیرنے لگتی ہے پہر تاریکی رسم و قیود

تا ہم آتا ہے نظر سرچشمۂ نور وجود
دور ہو جاتا ہے اس چشمہ سے بہی انجام کار

ہو گئے ہین گرچہ اب یہ مشرق قدرت سے دور | نوجوانون کو مگر ملتا ہے اس چشمہ سے نور
یہ نظارہ اب بہی دیتا ہے طبیعت کو سرور | اب بہی اسکو منظر قدرت پہ حاصل ہے عبور
رفتہ رفتہ تیرگی کا ہونے لگتا ہے وفور | راہ بنجاتی ہے ہم تنگ سواد زلف حور

اس بیابان دشت مین اب کرتی ہے ہمت قصور
پہر رہا ہے ٹہوکرین کہاتا ہوا زار و نزار

پہر عجوز دہر اس کو گہیر کر لیجاتی ہے | ساتھ اسکے شفقتین اور الفتین فرماتی ہے
بوسے مہر مادری ہی جن سے پیہم آتی ہے | اپنے تازہ میہمان کو ہر طرح بہلاتی ہے
سادگی ہر ساز آرایش کی دل کو بہاتی ہے | اس قدر آرام و راحت اسکو یہ پہنچاتی ہے

اپنے گھر کو بھول جاتا ہے یہ غفلت جہاں ہے
پھنسکے اسکے دام مین بنتا ہے یہ اسکا شکار

اسکو نشہ ایک استغنا دکھا دیتا ہے یہ — سامنے بیٹھا سا ہے وہ شیشہ ایک طفل حسین
کچھ کہا یہ نہ ہو دنیا مین کچھ ڈر ہے نیٹھا کہین — اسکے معشوقانہ عادات ذاتی بھی ہین نا ئین یا یقین
باپ کے پیار دینے گھیر کر ہے یان عزلت گزین — نور مہر بادری ہے غازۂ روشن جبین

سطح دریا سے تفکر ایک حالت پر نہین
ہے سکون گاہے عیان چہرہ گاہ ہے انتشار

دیکھو اسکے سامنے ہی ایک تنہا کا سا کھنچا — اوسکے معلومات تازہ پر ہوئی جسکی بنا
یہ خیال آیا نہ ہو یہ نقشہ کوئی بزم عیش کا — یا کہ ہے اسنے یہ سامان بزم ماتم کا کیا
کچھ ہی یا ہو پر ہے انہین افکار مین وہ مبتلا — اور اسی مضمون کو پھر اپنے ذہن مین گا رہا

اب وہ حسن و عشق کے جھگڑون مین بھی پڑ جائیگا
دیر تک حالت نہین رہنی کی وہ بھی برقرار

الغرض یہ ایک گھر ننھا سا ہر دم ہر گھڑی — یونہین دکھلاتا رہیگا اک نہ اک بازی گری
بچپنے مین مل رہا ہے آج لطف سادگی — عجب و نخوت کل بنا دینگے تصنع کار ہی
اسے جب دنیا کی فرصت میسر ہو جائیگی — ہوگی حالت اسکی یون بیدست و پائی سی ہوئی

تب تماشا گاہ ہستی کو بھی گردانیگا تہی
صرف اسی بازی گری مین ہو گی عمر مستعار

اسے حکیم ذی شعور اے واقف اسرار رب — ایک بینا تو ہے یہان اور ہم ہین اندھے سبکے سب
ہے تری ہر اشیا مین باقی ابھی علم و ادب — نسخہ قدرت سے لیتا ہے سبق تو روز و شب

سربلندی کسطرح سے ہو نہ حاصل تجھکو جب ‎ ‎ ‎ ‎ شمع راہ معرفت حاصل ہے تجھکو بے طلب

جسکی خاطر عمر بھر سہتے ہین ہم رنج و تعب
منزل پر ہول مرقد ملتی ہے انجام کار

ہے الٰہی روحانیت یون تیری تجھپر حکمران ‎ ‎ ‎ ‎ رعب آقا جسطرح خادم کے دلمین ہو نہان
تو مرے طفل ملک سیرت ابھی تک بیگمان ‎ ‎ ‎ ‎ نخل آزادی فطری سے ہے برخوردار یان
اپنی معصومی سے کیون پرخاش پر ہے جانفشان ‎ ‎ ‎ ‎ سوتے فتنے کو جگانے مین ہے کیون گرم فغان

کیون زمانہ کو مخاطب کر رہا ہے مہربان
جسکی مہمانی سے پائیگا پھر اکدم کی نہ بار

آپ ہی تیزی سے ہے وہ تیری جانب بڑھ رہا ‎ ‎ ‎ ‎ آگے رکھدیگا تری کاندھے پہ اک بوجھل جوا
ایسے ایسے جھگڑے وہ نین دنیا کی تو پھنس جائیگا ‎ ‎ ‎ ‎ جیتے جی پھر جسسے چھٹکارا کہان ؟ فرصت کجا؟
راتدن ایسے مکارہ کا رہے گا سامنا ‎ ‎ ‎ ‎ تیری آزادی پہ پھر جائیگا پانی برملا

پھر کف افسوس ہی ملتا رہے گا تو سدا
پھر نہین ممکن کہ تیرے ٹالے ٹلجائے یہ بار

یاد ایام گذشتہ پر ہے دل کو التفات ‎ ‎ ‎ ‎ ہے مبارک وہ خوشی جو عہد پیری مین ہو نشاط
یادہی پایندہ اسکی گرچہ خود تھی بے ثبات ‎ ‎ ‎ ‎ شکر مین رطب اللسان ہون اسکی [illegible]
پر نہ اوسکو واسطے طفلی کی جو تھی کائنات ‎ ‎ ‎ ‎ جسمین جز عیش و مسرت تھی نہ کوئی اور بات

یا امنگین موجزن تھین مثل دریاے فرات
یا امیدین نزہت افزا صورت باد بہار

ہر گھڑی کا وہ فریب وہم و تصدیق نظر ‎ ‎ ‎ ‎ وجہ پرخاش حواس و عقل تھا جسکا اثر

اجنبی دنیا کی اُن راہوں سے ہوتا تھا گذر
پاؤں رکھنا تھا جہاں بارگنہ سے پرخطر
رہ نہیں سکتا کبھی ثابت قدم جن پر بشر
تھی یہ حالت جیسے مجرم کو عدالت کا ہو ڈر

بخت تھا سیدھا کہ از خود دب گیا وہ شور و شر
ہو گیا دل مطمئن اس سے بھی شکر کردگار

کچھ بھی ہوں دراصل وہ اوہام اور وہ وسوسے
عمر پرآشوب میں وجہ سکون دل ہوئے
چاہے کیسی ہی مسرت کی مخالف ہو وہ لے
تھے مگر شمع طریق معرفت اپنے لئے
تقویت ہے اپنی دل کو اب انہیں کی ذات سے
یہ نہیں ممکن کوئی کوشش انہیں زائل کرے

یہ حقائق حشر تک یوں ہی مسلم اب رہے
آ لگی منجدھار سے پھر اپنی کشتی بر کنار

اِس سہانی فصل میں گو در ساحل ہی پہ اب
جس نے پہونچایا یہاں تک ہمکو بے رنج و تعب
دیکھنے آتی ہی وہاں اطفال کو محو طرب
دل سے جاتی ہے پر اوس بحر ابد کی یاد کب
اب بھی چشم دوربین اپنی پہونچ جاتی ہی جب
جو لب ساحل مچاتے رہتے ہیں شور و شغب

عشرت افزا آب دریا اک طرف ہے روز و شب
جسکے نغمے سُنکے ہوتی ہے طبیعت بیقرار

بلبلو! ہاں آج لطف نغمہ سنجی تم دکھاؤ
آؤ ای لڑکو مزے فصل بہاری کی اڑاؤ
ہم بھی ہیں بادلسے تمہاری ساتھ ہاں خوشیاں مناؤ
آہوان دشت جی بھر کے کلیلیں کر لو آؤ
خوب کھیلو خوب گاؤ خوب شہنائی بجاؤ
گو کہ ہم ہیں اب وہ بچپن کی امنگیں ہیں نہ چاؤ

گو اب اوس سچی مسرت سے نہیں دل کو لگاؤ
جب تھی تاج و تخت شاہی ہم کو پھول اور سبزہ زار

گرکہ وہ نور ضیا پرور ہے ان آنکھوں سے دور — پھر کے آئیگا نہ اب وہ عہد موفور السرور
پر نہونگے اس سے ہم زنہار غمگین و نفور — باقیات الصالحات اب دیگران آنکھوں کا نور
ہاں ہمیشہ سے کوئی اور باقی ہین تا یوم النشور — ہین یہ وہ قلب حزین پاتا ہے جنسے لطف و سرور

مرنیوالونکو بھی انکے دم سے ڈھارس ہے ضرور
رشتۂ امید انہین کی ذات سے ہے پایدار

کالرج

سیمیول ٹیلر کالرج بمقام کلیوٹرن سنہ ۱۷۹۹ء مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۴۹ء مین بمقام ریڈل ہینٹ فوت ہوا۔ ورڈس ورتھ ہم سودی۔ اور ولسن کا ہمعصر تھا اور انہین کے فیضان صحبت نے اوسکی طبیعت کو بھی مجلی کر دیا تھا اور اوسکا کلام پایۂ اعتبار پر پہونچا ہوا مانا جاتا تھا یہ بھی واقعات کو نہایت دلچسپ پیرایہ مین ادا کرتا ہے۔ بندش اور زبان مین ایک خاص لطف ہوتا ہے جو ترجمہ مین کسیطرح باقی نہین رہ سکتا۔ نمونتاً ایک نظم کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جوانی اور پیری

نظم تھی سرگرم سیر اون پھولونمین مثل صبا — جھنکار رہتی ہے یہ سب امید دلربا
اور تھا جاری حکم امید و نظم دونون پر مرا
عمر آزادی کے ساتھ اوسوقت ہوتی تھی بسر — ہر جگہ تھی فطرت و امید میری ہمسفر
تھی عروس نظم میری شاہد رنگین ادا

ہے اگر یہ ذکر جب کا مین جوان تھا جب کبھی ۔۔۔ وہ زمانہ یاد گر آتی ہے اوسکی اب کبھی

دیکھکر فرق اب مین جب مین روح ہوتی ہے خفا

گھر ہوا ادا اپنا یہ جس گھر کا ہے معمار اور ۔۔۔ یعنے یہ قالب جو ہے اب موجب آزار اور

بس ہے راحت کی جگہ ایذا پہونچتی ہے سدا

باغ و صحرا مین رفیق اپنا تہا یہ بادی کی طرح ۔۔۔ اوڑتا پہرتا تہا ہوا مین کاغذ بادی کیطرح

روح جیسی تہی سبک ویسا ہی ہلکا جسم تہا

حال کی حیرت فزا جیسے دخانی کشتیان ۔۔۔ جنمین ہے مجداف کی حاجت نہ دخل بادبان

خوف ہے جنکو طلاطم کا نہ کچھ بیم ہوا

یوہین اس قالب کو بہی موسم کی تہی پروا نہ کچھ ۔۔۔ خوف آندہی کا نہ تہا اور بیم طوفان تہا نہ کچھ

پر یہ کب ؟ رہتے تھے جب ہم اور جوانی ایکجا

گل مین ہے معشوقیت اور عشق مین گل کی بہا ۔۔۔ دوستی کہتے ہین جسکو ہے وہ نخل سایہ دار

ایک دلچسپ ایک دلکش اور ہے اک خوشنما

ہاے وہ خوشیان کہ جوانی سب حاصل تہین مجھے ۔۔۔ دوستی عشق اور آزادی کیلئے تہے مزے

حاکم پیری کا جبتک دور دورہ یہ نہ تھا

ہای ای پیری ہے تیری کیسی ہیبتناک شکل ۔۔۔ اب نہ آئیگی جوانی کی نظر وہ پاک شکل

وہ جوانی دلمین گھر کرتی تہی جسکی ہر ادا

ای جوانی کردیا کیون ترک تونے میرا ساتھ ۔۔۔ جانتے ہین سب اوسی تہا جیسا میرا تیرا ساتھ

دلپہ ہی اس بیوفائی سے تری صدمہ بڑا

چھوڑ دیگی تو مجھے ہرگز نہ تہا اسکا یقین ۔۔۔ تیرا یون جانا سمجھ مین کچھ مری آتا نہین

قافلہ تیرا گیا کب اور جرس کس دم بجا

ہاں مگر بہروپ بہرنا خوب آتا تہا تجھے ‎ ‎ ‎ اب ہے تو کس بہیس میں للہ سچ بتلا مجھے

تیرے جانے یا نہ جانیکا سے ملے کچھہ تو پتا

گو ہے حیرت دیکھکر ان نقرئی بالونکی شان ‎ ‎ ‎ قامت خم گشتہ بہی بے حد ہوا ہے ناتوان

اپنی صورت کو بہت پاتا ہون نہین بدلا ہوا

رنگ سے ہر گل کی پیدا ہے مگر تیری جہلک ‎ ‎ ‎ ذرہ سے خورشید تک مین ہے عیان تیری چمک

عالم امکان کی گویا تجھہ پر اساس ہے بنا

اسلئے مجبور ہون کرنے پر اسکے مین یقین ‎ ‎ ‎ مین جدا تجھسے نہین اور تو جدا مجھسے نہین

مثل سابق دونون کی ہے اک جگہ نشو و نما

دامن صبح وطن مین جو ہے ہنجاتی گہر ‎ ‎ ‎ شام غربت مین وہی شبنم ہے ہے اشک چشم تر

تابش غم سے طراوت ساری کر دیتی ہوا

یوہین باقی جب نہین رہتی ہے دلمین کچھہ امید ‎ ‎ ‎ اور پڑ ہا پا آکے کرتا ہے خوشی کو ناپدید

جسطرح مفلس عزیزون کو کرے کوئی جدا

جنکی فرقت کا تصور کرکے دل ہوتا ہو شق ‎ ‎ ‎ تا ب مہمانی ضہو اور ہو جدائی کا قلق

اے جوانی یوہین تجھسے بہی جدا ہونا پڑا

پارنل

تہامس پارنل نام تہا۔ جیسا اس شخص کے کلام سے ظاہر ہے وہ ایک مذہبی خیال کا آدمی تہا۔ اوس کی نظم نہایت سلیس نتیجہ خیز اور اخلاقی مضامین سے

بہری ہوئی ہے۔ پارنل انگذنڈر پوپ اور ڈاکٹر سوفٹ کا ہمعصر تہا اور پوپ ہی نے اوسکی کلیات کو طبع کرایا۔ سنہ ۱۶۷۹ء مین بمقام ڈبلن پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۱۷ء مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ جو مثنوی ذیل مین درج کیجاتی ہے وہ اوسکی ایک نظم موسوم بہ "ہرمٹ" کا ترجمہ ہے۔ اسمین شاعر نے کمال فصاحت کے ساتہہ اسراف۔ بخل اور میانہ روی کے مدارج کو دکہایا ہے اور ہر ایک کے جدا جدا برائیان اور خوبیان موثر الفاظ مین بیان کی ہین۔ اوسکے ساتہہ ہی اس مطلب کو بہی نہایت خوبی سے ادا کیا ہے کہ آدمی ظاہری آنکہون سے اُن حالات کا معاینہ کبہی نہین کر سکتا جو پردہ مشیت مین قدرت الٰہی نے پوشیدہ رکہے ہین اور اسکے بعد نہایت خوبی سے ناصحانہ تقریر کا پہلو اسطرف پہیرا ہے کہ انسان کو محض اپنے علم و یقین کے بہروسے پر کاروبار قدرت پر نکتہ چینی کرنا زیبا نہین ہے بلکہ ہمیشہ یہی سمجہنا چاہیے کہ حقۂ راز بدان مہر و نشان است کہ بود۔ مترجم نے چند تمہیدی اشعار بہی زیادہ کر دیے ہین اور اپنے معزز ناظرین سے اس جرات کی معافی مانگتا ہے۔

اسرار حقیقت

ابر اوٹہا چلی ہوا ساقی	بادۂ لعلگون پلا ساقی
جسکے پیتے ہی وہ سرور آئے	دیدۂ دل مین جس سے نور آئے
پردے اُٹہہ جائین سب حقیقت کے	جادے مل جائین آدمیت کے
حق و باطل کا فرق پہچانون	جہوٹہہ کو جہوٹہہ سچ کو سچ جانون
نہ پہرون راہ حق پرستی سے	رہون آگاہ اپنی ہستی سے

پھر سناؤں تجھے وہ افسانہ ۔۔۔ جس سے روشن ہو دل کا کاشانہ

پارنل نام ایک تھا انگریز ۔۔۔ نظم ہوتی ہے جسکی عبرت خیز

اوسنے اس قصہ کو ہے نظم کیا ۔۔۔ کر رہا ہوں میں ترجمہ جسکا

کیا عجب لوگ لیں سبق اس سے
پھر نہ منکر ہوں قدرت حق سے

شہر سے دور ایک صحرا تھا ۔۔۔ ہو کا عالم تھا وحشت افزا تھا

راہب اس دشت میں تھا ایک مقیم ۔۔۔ جس کا شیوہ رضا تھی اور تسلیم

عمر ساری یہیں گنوائی تھی ۔۔۔ بچپنے سے کہولت آئی تھی

تھے محل اوسکے درہ ہائے جبل ۔۔۔ فرش سبزے کا بالش مخمل

تھے نباتات اوسکو نعمت خوانی ۔۔۔ اور مئے ناب چشموں کا پانی

دور انسان سے اور خدا سے قریب ۔۔۔ نہ کوئی یار اوسکا تھا نہ حبیب

مشغلہ اوس کا بس عبادت تھا ۔۔۔ مست جام مئے محبت تھا

تھی زبس پاک زندگی اوس کی ۔۔۔ یہیں اوسکو بہشت حاصل تھی

پر ہے ابلیس دشمن انسان ۔۔۔ اسنے بیداغ چھوڑے کم دامان

اوسکے دل پر بھی پا گیا قابو ۔۔۔ رنگ اپنا جما گیا بدخو

وسوسے ہر طرح کے آنے لگے ۔۔۔ دل سے یاد خدا مٹانے لگے

حق کی رحمت کا اب یقین نہ رہا ۔۔۔ باغ قسمت کا خوشہ چین نہ رہا

نور تصدیق اوڑ گیا یکسر ۔۔۔ رنگ ظلمت کا چھا گیا دل پر

متغیر دل کا یوں ہے حال یہی ۔۔۔ سطح جیسے ہو صاف پانی کی

اسکو جب تک سکون حاصل ہے — صاف آئینہ کے مماثل ہے

عکس فطرت جہان پہ پڑتا ہے — خال و خط سب دکھائی دیتا ہے

رنگ گل۔ خار بن کی نوک پلک — چاند سورج ستارے اور فلک

دہی ہر پانی کو سب نے جاگیر نیا — نقش ہین دلپذیر ان کی تصویرین

پھینکا گر دیا ہو لیکن اک پتھر — پڑے پانی مین جس سے کہ منتشر

عجب ایک انتشار پھیلیگا — سو جہین کر دیگی سب کا تجزیہ

یہی راہب کے دل کا بھی تھا رنگ — کہ لگا وسوسون کا اوسپر زنگ

جی مین آیا کہ چل کے دیکھین گے — ڈھنگ دنیا کے اپنی آنکھو سے

تجربہ آپ ہی بتا دے گا — کہ ہے ان دونون باتون مین سچ کیا

صحیفۂ فطرت سے ہے پڑھا جو کچھ — یا کتابون مین ہے لکھا جو کچھ

سوچکر یہ چلا وہ صحرا سے — ہاتھ مین تھا عصا سہارے لئے

سر پہ پہنے ہوئے تھا جو ٹوپی — اک ستارہ[۱] سے وہ مزین تھی

کرتا تھا طے خوشی سے راہ کٹھن — سر پہ تھا مہر صبح سایہ فگن

غور سے دیکھتا تھا ہر شے وہ — جانچتا تھا ہر ایک واقعہ کو

کٹ گیا اس روا روی مین دن — شب کو چلنا مگر تھا ناممکن

کیونکہ رستا نہ تھا خطر سے پاک — تھا وہ صحرا عظیم و وحشتناک

دشت و دامن ہی مین گزارو شب — رات کاٹی اوسی جگہ اوس نے

(۱ ایک قسم کی گھونگی ہوتی ہے جو سواحل فلسطین (پالسٹین) پر ملتی ہے۔ قدیم زمانہ مین بیت المقدس کے زایران عیسائی بطور علامت کے اسکو ٹوپی پر لگا لیتے تھے ۱۲ مترجم

پر ہوئی آکے جب نمو سحر ۔ اور ہوا جلوہ گر شہ خاور
سامنے سے اوسے نظر آیا ۔ اک جوان سہی قد و رعنا
حلقہ زن عارضوں پہ تھے گیسو ۔ بر مین ظلمت کے نور کو تھا نمو
اسکی جانب قدم بڑھا کے چلا ۔ کر کے تسلیم ہاتھ چوم لیا
تب تقدس مآب راہب نے ۔ مرحبا کہکے دین دعائین اوسے
چھڑ گیا سلسلہ تکلم کا ۔ کچھ کہا اسنے اوسنے کچھ پوچھا
گرچہ بڈھا تھا ایک ایک جوان ۔ پٹ گئی خوب دونون مین میزان
سلسلہ گفتگو کا بڑھ جو گیا ۔ باتون باتون مین گم گیا رستا
ناگہان ڈوبنے لگا خورشید ۔ اور سونلایا دن کا روے سفید
حکم آرام پا گئی خلقت ۔ ہوشیاری پہ چھا گئی غفلت
نظر ان دونون کی پڑی ناگاہ ۔ اک عمارت پہ جو تھی بر سر راہ
گو درختون کا سایہ تھا جب ۔ چاندنی مین چلے یہ اس جانب
مالک اس قصر کا تھا ایک امیر ۔ صاحب مال و دولت و جاگیر
اہل ہمت تھا اور غریب نواز ۔ بہولے بھٹکون پہ اوسکا در تھا باز
پر تھا اک عیب خودنمائی کا ۔ پہلو نیکی مین تھا برائی کا
دل کو مرغوب جو ستائش تھی ۔ دعوتون مین بہت نمایش تھی
یہ مسافر جو اوس کے گھر آئے ۔ ٹھاٹھ سارے جڑھے ہوئے پائے
وردیان پہنے چند خدمتگار ۔ تھے ادب سے کمر کسے تیار
ہر قدم پاس احترام کا تھا ۔ اک سمان حسن انتظام کا تھا

صاحب خانہ خود تپاک کے ساتھ ۔۔۔ لیگیا اونکو دیکہے ہاتہہ مین ہاتہہ
میہمانون کو میزبان لایا ۔۔۔ روح تازہ ہوئی وہان لایا
تہا چنا اک وسیع دستر خوان ۔۔۔ جس سے ظاہر تہی اوسکی عظمت و شان
تہین مہیا وہ نعمتین جنکو ۔۔۔ دیکہلے گر تو بہوک دونی ہو
ساتہہ خود بہی رہا شریک طعام ۔۔۔ رہے باہم اوہر اودہر کے کلام
ہوکے فارغ جو خوابگاہ مین آئے ۔۔۔ مخملی نرم گدے بچہے پائے
دو نواز بستر تہے تہکے ماندے ۔۔۔ ہوے بیہوش نیند کے ماتے
اتنے مین پہر سحر نمود ہوئی ۔۔۔ لیلی شب حرم سرا مین گئی
بہر کے ٹہنڈے ٹہنڈے پانی سے ۔۔۔ لگی اٹکہیلیان صبا کرنے
ناز سے جہومتی نسیم آئی ۔۔۔ ہر روش پر چمن مین لہرائی
جن درختون کو نیند مین پایا ۔۔۔ ڈالیون کو ہلا کے جہونکا یا
آمد صبح کی ہوئی جو پکار ۔۔۔ دونون مہمان بہی ہوگئے بیدار
ہوئی کہانے کے دن کی تیاری ۔۔۔ دیگئی داد میہمان داری
تہی طلائی صراحیون مین شراب ۔۔۔ ہوا آغاز دور بادۂ ناب
میزبان نے خود انتظام کیا ۔۔۔ میہمانون کو شادکام کیا
کیا رخصت خوشی سے جب اونہی ۔۔۔ شاد و مشکور یہ روانہ ہوئے
تہا تردد نہ کوئی اور مگر ۔۔۔ میزبان کا تہا ایک دلمین ڈر
کیونکہ سونے کی اک پیالی تہی ۔۔۔ چہوٹے مہمان نے جو اٹہالی تہی
دلمین اس جرم کا تہا ایسا ڈر ۔۔۔ دیکہتا تہا وہ پیچہے مڑ مڑ کر راہ

کہ کسی سمت سے خطر تو نہیں / دیکھے پیچھے کوئی لٹیرا تو نہیں
دیکھی جب اسنے سب یہ کیفیت / ہوئی راہب کی بھی بُری حالت
چپ تھا اور سانس چھوڑے جاتا تھے / چلنے میں پانوں تھرتھراتے تھے
چاہتا تھا کہ اوسکا چھوڑ دے ساتھ / پر نکلتی نہ تھی زبان سے بات
منھ ہی منھ میں وہ بڑبڑانے لگا / عرق شرم میں نہانے لگا
سوچ اوسکو نہ تھا کچھ اسکے سوا / کہ نہ تھا یہ بجز ادائے احسان کا
یونہیں طے کر چکے جو وہ کچھ راہ / سورج آنکھوں سے چھپ گیا ناگاہ
ہوگیا اور ہی فلک کا رنگ / ابر چھایا افق پہ بدلا رنگ
ڈنکے پر چوٹ دار رعد نے ماری / مینہ برسنے کی آگئی باری
آسمان پر تھی برق چشمک زن / چھینٹے پڑتے تھے جھاڑ بوچھیں ان پر
دوست یہ دونو دیکھکر یہ سمان / چلے اوس سمت اک محل تھا جہان
کر کے طے سخت راہ آئے تھے / لینے کو یہان پناہ آئے تھے
اک بلندی پہ یہ مکان تھا بنا / قلعہ کی شان جس سے تھی پیدا
تھا نہایت وسیع و مستحکم / ظاہری خوش نمائیان تھین کم
مالک اسکا تھا اک امیر رئیس / تند خو پست ہمت اور خسیس
کام تھا صرف حیلہ سازی سے / مَس نہ تھا میہمان نوازی سے
دونون آوارگان وقت طلب / دوڑ کر اوسکے در تک آئے جب
آندھیان آئین اور شدت سے / لگا پانی برسنے کثرت سے
دلمین ہیبت سی اک سمانے لگی / برق اپنی تڑپ دکھانے لگی

کیا دونون نے پڑھ کے ورق الباب — کچھ بھی اندر سے پر ملا نہ جواب
دیر تک چیخ چیخ کر ہارے — تھک کے چپ ہو گئے یہ بیچارے
تب خدا جانے کیا ترس کھایا — صاحب خانہ اوٹھکے خود آیا
ڈرتے ڈرتے کیا در اوسنے وا — گھر مین اون سے گھرون کو لے آیا
آج پہلا ہی واقعہ تھا یہ — کہ مسافر پہ در کھلا تھا یہ
گرم تھی اک ذلیل سی گلخن — تنگی دیوار تھا جس سے تھی روشن
داخل اندر ہوے جو یہ مہمان — پا کے گرمی بدن مین آئی جان
لیکے جب ذرا سا وہ آرام — لا رکھا میزبان نے آگے طعام
سادی روٹی شراب معمولی — وہ بھی کچھ واجبی ہی واجبی تھی
اور جیسے ہی رک گیا طوفان — یہ ہوا حکم اب نہ ٹھہرو یہان
حالت اوسکی یہ دیکھکر راہب — سخت حیرت مین تھا کہ یا واہب
کی عطا تو نے اسکو یہ نعمت — یہ امارت یہ دولت و ثروت
اسپہ بھی دل غنی نہین اسکا — یون ہے تکلیف سے بسر کرتا
یہی اسکو ادھیڑ بن تھی ابھی — بات اور اک عجیب پیش آئی
عقل جس سے ہوا ہوئی اسکی — اور حیرت سوا ہوئی اوسکی
اسکے ساتھی نے جیب سے اپنی — وہ پیالی نکالی سونے کی
جو کبھی ملک اوس سخی کی تھی — بے طلب اس بخیل کو دیدی
اب نہ بادل تھے اور نہ طوفان تھا — مہر انور فلک پہ تابان تھا
تازگی پر تھی برگ و گل کی بہار — تھی ترقی پہ نزہت اشجار

ساعت اچھی تھی وہ سفر کے لئے | راستہ صاف تھا گذر کے لئے
میزبان کو سلام کر کے چلے | دیا وہ تحفہ نام کر کے چلے
حال لیکن عجب تھا راہب کا | کہ سمجھہ ہی مین کچھہ نہ آتا تھا
اپنے ساتھی کے دیکھکر افعال | اسکو تھا سخت پیچ و تاب ملال
بے سر و پا تھین حرکتین اوسکی | وان رذالت تھی یان حماقت تھی
قابل شرم وہ رذالت تھی + | ناپسندیدہ یہ حماقت تھی
دن اسی سوچ مین کٹا اوسکا | پڑ گیا شب کا پھر سیہ پردہ
پھر ہوئی اون کو ایسے گھر کی تلاش | کہ جہان چل کے ہو رہین شب باش
آخر کار مل گئی منزل | ہوا کوشش سے مدعا حاصل
اسکے پہونچے جہان پہ یہ وہ مکان | صاف ستھرا تھا اور عالیشان
نہ تو حالت تھی وان فقیرانہ | اور نہ کچھہ ٹھاٹھہ تھی امیرانہ
پائی جاتی تھی جس سے صاف یہ بات | کہ ہے مالک بڑا ہی خوش اوقات
ہے سلامت روی طبیعت مین | خودنمائی نہین ہے طینت مین
سچی نیکی کا پابند ہے وہ | اہل حاجت کا دردمند ہے وہ
الغرض دونون خستہ و دلگیر | ہوئے اوس قصر کی طرف رہگیر
خلق سے میزبان پیش آیا | ما حضر تھا جو کچھہ وہ منگوایا
سامنے رکھکے یون ہوا گویا | "کہ تکلف نہ چاہیئے اصلا"
"کیجئے دل سے شکر رب جلیل" | "کہ وہی اپنے بندونکا ہی کفیل"
"دینے والا وہی ہمارا ہے" | "اور رازق وہی تمہارا ہے"

"اوسکا احسان ہے جو اوسنے کہا" — "میرے حصے مین آپ کا حصہ"
"ماحضر جو ہے نوش کیجیے آپ" — "ترکلاف کو دخل دیجیے آپ"
یوہین وہ میزبان خوش اخلاق — باتین کرتا رہا بصد اشفاق
کیے یہانتک بیان کرم کے صفات — باتون باتون مین آئی آدہی رات
ہوئی ناگہ نماز کی گہنٹی — ہو کے رخصت گیا محل مین سخی
خواب راحت کی آگئی جو گہڑی — سب نے بستر پہ استراحت کی
یہان سے ہر ایک زشت وزیبا پر — ڈال دی شب نے اک سیہ چادر
اک طرف کو تہا ایک گہوارہ — اوسمین سوتا تہا کوئی مہ پارہ
صاحب خانہ کا تہا نام ونشان — باپ کے دل کا چین مان کی جان
دولت اوس نیک مرد کی تہی یہی — اور اولاد کوئی اوسکے نہ تہی
نوجوان ساتہہ تہا جو راہبر کے — وحشیانہ کیا یہ فعل اوسنے
کہ دبے پاؤن اوس جگہ پہ گیا — اور گلا اوسکا جاکے گہونٹ دیا
کرکے خون میزبان کے دلبر کا — کردیا گل چراغ اوس گہر کا
دیکہا یہ واقعہ جو راہبر نے — اوسکے ہوش وحواس جاتے رہے
الامان الحفیظ کا تہا مقام — تہرتہرانے لگا وہ نیک انجام
اوسپہ طاری ہوئی عجب وحشت — ہوگئی زرد خوف سے رنگت
کچہہ بجز بہاگنے کے بن نہ پڑا — خوف سے بہاگ بہی نہ سکتا تہا
ساتہہ اوسکے یہ نوجوان بہی چلا — راستے تہے کمال پیچیدہ
ایک خادم نے راہ بتلائی — چل کے کچہہ دور تن مین جان آئی

راستہ مین تہی حایل اک ندی
جسکے اوس پار راہ تہی سیدہی

آگے آگے چلا وہ خدمتگار
پیچہے راہب تہا اور وہ ناہموار

شاخہاے بلوط سے یکسر
ایک پل بن گیا تہا ندی پر

تینون ساتہی یہ اوسپہ ہوکے چلے
گہرا پانی تہا موجزن نیچے

یہ جوان جو گناہ پر تہا تلا
ڈہونڈہتا ہی تہا جرم کو حیلہ

بڑہکے رہبر کے پاس جا پہونچا
اوسکو ندی مین جہٹ ڈہکیل دیا

کہاکے دو تین غوطے پانی مین
پہونچا وہ ملک جاودانی مین

نرہی تاب دیکہکر یہ حال
ہوا راہب کا چہرہ غصہ سے لال

تہی نہ باقی جو ضبط کی طاقت
بولا تجہپر خدا کی ہو لعنت

ابہی اوسنے زبان ہلائی تہی
بات پوری نہ ہونے پائی تہی

اورسے اور ہوگئے اطوار
کہل گیا وفعتہً در اسرار

اوس جوان کی بدل گئی حالت
نہ رہی آدمی کی وہ صورت

پہلے تہا جوکہ نوجوان حسین
بن گیا اب وہ ایک مرد متین

ہوگئے کپڑے سارے اجلے بہک
لٹک آئی عبا وہ پیرون تک

زلفون مین قدرتی چمک آئی
سنبل خلد کی مہک آئی

پر نکل آے دونون شانون پر
چہرا نور سے تہے جو روشن تر

اب سمان ہی بدل گیا وان کا
نور ہی نور تہا نظر آتا

اب تو راہب کو ہوگیا سکتا
گرچہ پہلے بہت ہی بگڑا تہا

بند سی ہوگئی زبان اوسکی
گم ہوئی طاقت و توان اوسکی

پھر ذرا دیر مین وہ مرد عجیب
لب کشا یون ہوا بطرز غریب

عمر بھر کی تری ریاضت نے
بے ریا زہد اور عبادت نے

حال پر تیرے یہ نوازش کی
آ کے پیش خدا سفارش کی

چونکہ سب سے بڑی ہے وہ سرکار
نام اوس کا ہے راحم و غفار

آ گیا جوش بحر رحمت کو
نہ گنا تیرے خبث طینت کو

یہ ہوا حکم ایزد باری
دیکھو ہونے نہ پائے یہ ناری

اک فرشتہ زمین پر اوترے
رہبری اسکی راہ حق پہ کرے

مین اس ارشاد کو بجا لایا
شکل انسان مین تیرے پاس آیا

رہا ہر وقت تیری خدمت مین
جیسے خادم رہین اطاعت مین

مگر اب اس کا وقت آ پہونچا
کہ کہلے تجہپہ بہید قدرت کا

جو کہون مین وہ دل لگا کر سن
سنگ وسواس پر نہ سر کو دہن

مالک الملک وہ حقیقی ہے
جسنے ہر شے کو جان بخشی ہے

جس قدر کار و بار قدرت ہین
سب کے سب تابع مشیت ہین

ہوتے ہین اوسکے اکثر ایسے کام
جنکا آغاز کچھ ہے کچھ انجام

کوئی کیا جانے مصلحت اوسکی
ہے یہین آدمی کو مجبوری

سعی کرنا ہے آدمی کا کام
ہاتھہ مین پر اوسی کے ہے انجام

کہ وہ چاہے بگاڑے چاہے بنائے
ہمنے غیر از سکوت کچھہ نہ بن آئے

جو کچھہ ان روزون تجھکو پیش آیا
اور اب اس سے بڑھکے کیا ہوگا

واقعہ تہا ہر ایک عبرت خیز
بات ہر ایک تہی ملال انگیز

لازم انسان کو یہی ہے مگر — رہے شاکر خدا کی مرضی پر
معدلت مین کرے نہ شک اصلا — تکیہ رحمت پہ اوسکی ہو پورا
یاد رکھہ وہ فضول خرچ امیر — میہماندار ہر امیر و فقیر
زر کو جو بے محل لٹاتا تہا — شان و شوکت بہت دکہاتا تہا
جسکے تہے ٹہاٹہہ سارے شاہانہ — سارا سامان تہا امیرانہ
تہا سہا میز ہاعاج سے گہر — تہے ظروف طلا چنے جن پر
میہمانون کو گہیر لاتا تہا — کرکے اصرار مے پلاتا تہا
بسکہ تہا جام زر پہ ناز اوسکو — دخت رز سے تہا ساز باز اوسکو
سبہی نیکی سے ہوگیا تہا دور — صرف اپنی نمود تہی منظور
اب بہی کرتا ہے میہمانداری — پر ذرہ سیکہہ لی ہے ہشیاری
ہے جو اوس ساغر طلا کا غم — دعوتون مین ہے اب نمایش کم
یہ جو نقصان مال کا پایا — اعتدال اوس کی طبع مین آیا
اور وہ خود غرض خسیس و دنی — بد زنی جسکے سبب رہتی تہی
جسکا در تہا مسافرون پر بند — گرچہ تہا مالدار و دولتمند
اسلئے جام زر دیا اوسکو — تاکہ آئے ذرا حیا اوس کو
کچہہ دنائت پہ اپنی شرمائے — رحمت حق کا بہی یقین لائے
کوڑی کوڑی پہ اسطرح نہ مرے — اپنے ہمجنس سے سلوک کرے
دیکہکر یہ عطائے بیش بہا — لے رہا ہے سبق وہ عبرت کا
اب اوسے قدر اسکی ہوتی ہے — کہ صلہ رحم کا بہی ہے کوئی شے

سینے جب اسطرح سے گرمایا
دل سنگین کو اوسکے تڑپایا

یہ طریقہ ہے جس سے آہنگر
نرم فولاد کو بہی دیتے ہین کر

آگ یہ جس گہڑی دکہاتے ہین
جیسا چاہین اوسے جہکاتے ہین

پر یہ آتش نہین ہے آتش قہر
بلکہ تہے عین گرمجوشی مہر

تیسرا مرد با خدا جو تہا
جسکا وا ایک تہا بندگی شیوہ

اب بدلنے لگی تہی اوسکو خو
مہر فرزند سے تہا بےتابو

اس قدر تہا پسر کا اب شیدا
حب دنیا مین تہا خدا سے پہرا

کیا اثر ہوتا اوسکا کیا جانے
عاقبت کی خبر خدا جانے

پر نجات اوسکی حق کو تہی منظور
لے لیا دیکہیے یون جوانکہ کافور

اور کوئی وہان بجز تیر سے
دیکہتا تہا نہ فعل کو میر سے

اوسکو دورہ صرع کا اوٹہا تہا
ظاہرا تہا مریض وہ لڑکا

کہکے یہ وہ ہلاک ہوا غائب
دیکہتا رہ گیا اوہر راہب

بعد کچہہ دیر کے جو دل ٹہرا
دیکہکر سوئے چرخ یون بولا

وہ جزا ہے اور و توانا ہے
وہ سمیع و بصیر و دانا ہے

وہ جو کچہہ چاہتا ہے کرتا ہے
حکم اوس کا ہر اک پہ بالا ہے

کام اوسکے سمجہہ مین کیا آئین
بہید قدرت کے کیسے کہلجائین

یہین عاجز ہے عقل اور تدبیر
غیرہ لیس مالک التقدیر

پوپ

الگزنڈر پوپ سنہ ۱۶۸۸ع مین خاص شہر لندن کے لمبارڈ اسٹریٹ مین پیدا ہوا۔ یہ نامی گرامی شاعر ایک دولتمند پارچہ فروش کا بیٹا تھا لاطینی اور یونانی زبانون مین اوسکی تعلیم معقول ہوئی تھی۔ بارہ برس کی عمر مین اوسنے ایک نظم تنہائی پر لکھی جو اوسکی ابتدائی فکر کا نتیجہ تھی سولہ برس کی عمر مین اوسکی ایک اور نظم شائع ہوئی اور اسیوقت سے اوسکی شہرت کی بنیاد پڑی اور اوسنے پبلک کے دلون مین اپنی جگہ کرنی شروع کی بلکہ اوسکی ہم فنون نے بھی اوسکی اس نقش ثانی کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً اوسکی اور نظمین یکے بعد دیگرے شائع ہوتی رہین مگر سنہ ۱۷۱۴ع مین اوسنے ہومر کی کتاب الیاڈ کا یونانی سے انگریزی نظم مین ترجمہ کرکے شائع کیا جسکی وجہ سے علاوہ اسکے کہ اوس کا نام آسمان شہرت کا مہر نصف النہار بنکر چمکا اوسکو اس محنت کا نقد معاوضہ بھی اس قدر ملا کہ وہ خاصہ دولتمند ہوگیا اور الیاڈ کے ترجمہ کے حق تصنیف کو پانچہزار پونڈ کے معاوضہ مین ایک پبلشر نے اپنے نام رجسٹری کرالیا جسکی مقدار سکہ قیصری مین اسی ہزار روپیہ کے قریب ہوتی ہے۔ اسی رقم سے اوسنے ٹوئیکنہام مین ایک ذاتی مکان خرید لیا۔ الیاڈ کا ترجمہ ختم ہونے کے بعد اوسنے کتاب آڈسی کا ترجمہ کیا اور اوسمین بھی اوس کو تقریباً اسیقدر منافع ہوا۔ سنہ ۱۷۲۹ع مین پوپ نے لارڈ بولنجبروک کی فرمایش سے ایک اخلاقی نظم لکھی جسکا نام "ان ایسے آن مین" (الانسان) ہے اس نظم نے تمام دنیا مین ایک کھلبلی ڈالدی اور اوس سے اس قدر اسکی شہرت اور

نامور ہوئی کہ جس سے زیادہ ممکن نہین - اسکے بعد اوسکی اور بہی بہت نظمین شائع ہوئین جنکی تفصیل وار بیان کرنے کی یہان کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی اور نہ اسکی گنجایش ہے - سنہ ۱۷۴۲ء مین ۵۶ برس کی عمر کو پہونچکر الگزنڈر پوپ اس جہان فانی کو خیرباد کہکر آنجہانی ہوگیا اور اپنا نام سنہرے حرفون مین لکہا ہوا صفحہ ہستی پر چہوڑ گیا -
جو اشعار ذیل مین درج کئے جاتے ہین یہ اُن اسے آن میان کے چند تمہیدی اشعار کا ترجمہ ہین -

قسمت

نہ کہا دنیا کا غم ایجان یہ حصہ ہے شاہونکا
غرور و آز پیشہ ہے یہانکے کجکلاہون کا

ہمارا کام ہے اظہار حال نفس انسانی
مآل زیست بس یہ ہے کہ اپنی ذات ہے فانی

ہین سارے راستے گو پیچ در پیچ اپنی ہستی کے
مقاصد پر نہین ایسے کہ کچہ ہیچ اپنی ہستی کے

یہ وہ صحرا ہے جسمین خار و گل یکسان نکلتے ہین
یہی وہ باغ جسمین بیا و حنظل ساتہہ پہلتے ہین

ہمین لازم ہے یکسان سیر کرنی باغ و صحرا کی
کہ تا مد نظر اچہی بری ہر شے ہو دنیا کی

چہپا رستا کہین ملجائیگا دزدیدہ چالونکا
کہین اوج منازل دیکہینگے عالی خیالونکا

نظر آجائینگے نقشے کہین انسان کی فراست کے
کہین پر عقل کی راہین کہین رستے حماقت کے

ہمین یان گاہ ہنسنا گاہ رونا یونہین دائم ہے
میان خالق و مخلوق جو رشتہ ہے قائم ہے

خدا کا بہید ہو یا راز ہو ناچیز انسان کا
نہین ادراک شیوہ اس جگہ پر عقل حیران کا

اگر ہم ہون بہی کچہ ماہیت انسان سے ماہر
اوسی حد تک وہ ہوگا جو ہے اوسکی حالت ظاہر

وہی جو عالم ارکان کی ماہیت سے واقف ہے
وہی اجزاے عالم کے تناسب کا جو عارف ہے

وہی ماہر جو ہے دور تسلسل کے ضوابط سے
وہ جو آگاہ ہے اجرام شمسی کے روابط سے

وہ جو ہے آشنا مخلوق سے ہر ایک عالم کی
جو ہم چاہیں کریں تنقید ہر انسان کی فطرت کی
وہ زنجیر طلا جس سے بندہا شیرازہ عالم کا
ارے مغرور انسان سمجھ کر کچھ فکر اسکی سمجھے
تو پہلے اگر تری امکان نہیں ہوا غور کر اسپر
نہیں تو مادر گیتی سے یہ تحقیق کر پہلے
نہیں کیون ایک سے آخر یہ اجرام فلک سارے
مسلم جانتے ہو گر کمال صنعت صانع
کہ ہر شے عالم امکان کی ادنیٰ خواہ اعلیٰ ہو
رہا انسان پہر جب وہ بہی اک مخلوق ہے اور ہے
مگر اک عقدہ حل ہونیکو رہجاتا ہے یہان باقی
بہر حالت اگر نقصان بہی تسلیم کرلین ہم
کرے کام آدمی ہر چند با صد حلم و ہشیاری
مگر وان ایک کن سے سب نمود و بود عالم ہے
یونہین انسان بہی جو بالظاہر سب سے افضل ہے
اسے ہر چند حاصل سربلندی سرفرازی ہے
اگر اسپر قوی ہیکل کر اسکا علم ہو سکتا

مشیت بس بتا سکتا ہے وہ تخلیق آدم کی
بہت دشوار ہے ایک جزو علم کل پہ ہو حاوی
خدا کے یا ہمارے ہاتھ مین ہے اوسکا سر رشتہ
کہ کیون ایسی تخفیف اور کم البضاعت تیری ہستی ہے
کہ خالق نے نہ کی کیون تیری حالت اس سے افضل تر
درختان تنا ور کیون بڑے ہین چہوٹے پودونسے
ثوابت سے ہوئی کیون خلق چہوٹی قد مین سیارے
تو اسکے ماننے مین امر ہے پہر کونسا مانع
محل پر اپنے ہے موضوع جیسا اسکا درجا ہو
مقرر واسطے اوسکے کوئی درجہ مقرر ہے
کہ آیا اوسکی خلقت مین کوئی نقصان ہے فطری؟
تو وہ ہی عین حکمت ہوگا پیش خالق عالم
ہزارون کوشش مین ایک پوری ہو بدشواری
پہر اسپر بہی تو مؤخر ہے کوئی متقدم ہے
خدا جانے کہ کس عالم مین کون اسکے ہی اول ہے
محیط کل کا لیکن ایک نقطہ یہ مجازی ہے
کہ انسان کیون ہوا ہے مستحق اوسکی اطاعت کا

⁂ قدیم مصریون کا یہ خیال تہا کہ کل نظام عالم ایک طلائی زنجیر سے بندہا ہوا ہے اور اوس زنجیر کا سر رشتہ خدا (ریا) سب سے بڑا دیوتا کے ہاتہ مین ہے - مترجم -

جو دیوتا مصر[1] یونکا یہ سمجھہ سکتا بآسانی
تو پھر انسان بھی کرتا درک کچھہ اپنی حقیقت کا
عجب کیا اختیار و جبر کا احساس کرسکتا
کمی لیکن سمجھہ کی ہے جسے سمجھا ہے تو خامی
نہ کہہ ہرگز کہ ناقص آدمی ہے اور خدا غافل
پر اسکا دسترس اتنا ہی جو ہے حیثیت اسکی
کسی پر کب عیاں ہوتا ہے مضمون خط قسمت کا
فرشتہ ہو کہ انسان ہو نہ سمجھا راز پنہان کو
نہ بیڑا پار ہونے دیتی ہرگز یا نکی طغیانی
وہ بھولی بھالی بکری کل کرے گا ذبح تو جسکو
خوشی آزادیون سے کسطرح لے ہو کیون غافل
نہ ہوتا درمیان مین پردہ گر حایل مشیت کا
سوا اللہ کے کب کوئی دانا اور بینا ہے
اُسے معلوم ہی عالم کی خوشحالی و بدحالی
ہوا آدمین کرتا ہی ناحق عرش پروازی

کہو جانا کیون ہے اُسپر قلبہ رانی اور قربانی
نمود و بود کا جذبات کا خلقت کا طینت کا
بھلا کچھہ تو عبودیت کا اپنی پاس کرسکتا
یہی انسان کے حق مین ہی علاج دردناکامی
نہین ممکن کہ ناقص ہو خدا کی صنعت کامل
ہے نقطہ اسکی جولانگاہ لمحہ فرصت ہستی
مگر او تنا کہ ظاہر کردی پیش آئی ہوئی حالت
نہ وہ انسان کی قسمت کو نہ یہ تقدیر حیوان کو
مشیت گر نہوتی پردہ دار سر پنہانی
کلیلین کیون کرے آج اسطرح گر اس سے ہو واقف
جو سمجھی جاتی ہی یا تہہ جو وہ اوسکا ہی قائل
بہت دشوار ہو جاتا تحمل بان کی حالت کا
کہ جسکے علم مین اک نقشہ کا بھی مرنا جینا ہے
ہو سبزی گلستان کی کہ سبزی کی ہو پامالی
خدا علام ہے جلتی ہی اُس سے کب یہ غمازی

سعادت اور فضیلت دین ہی خلاق عالم کی
جو قسمت مین ہی آگے پیچھے حاصل ہو ہی جائے گی

[1] بیل۔ مصر یونکا ایک دیوتا ایپس تہا جسکی مورت سفید بیل کی ہوتی تھی۔ مترجم

گولڈاسمتھ

ڈاکٹر آلیور گولڈاسمتھ۔ شاعر۔ مورخ اور مضمون نگار ۱۷۲۸ء مین پیدا ہوا۔ یہ ایک پادری کا لڑکا تہا۔ ڈبلن۔ لیڈن اور ایڈنبرگ کی یونیورسٹیون مین تعلیم پائی تہی اور طبابت کے لئے تیار کیا گیا تہا لیکن وہ اپنے مزاج کی بےپروائی اور فطرتی عراقیت کی وجہ سے ہمیشہ اپنے ہاتھ سے مصیبتون مین مبتلا رہا اور اپنے دوست احباب کو بہی اسی لاابالی پن سے پریشان رکہا۔ جس وقت وہ تمام یورپ کا سفر پاپیادہ کرنے کی ارادہ سے نکلا ہے اوس وقت اوسکے پاس ایک قمیص کے علاوہ جہنجہی کوڑی بہی نہ تہی مگر اوسی طرح سے اوسنے فلانڈرس جرمنی اور فرانس کا سفر کیا۔ جہان پہونچتا تہا وہان کے دہقانون کا مہمان ہوتا تہا۔ اور اوس مہمانداری کے معاوضہ مین جرمنی فلوٹ (بربط کی قسم کا ایک باجا) بجاکر جسمین اوسکو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تہا اونکے نمک کو اپنے لئے حلال کر لیتا تہا۔ ۱۷۵۵ء مین وہ پہر انگلستان واپس آیا اور ڈاکٹر سلے کی اعانت سے جو اوسکا قدیم دوست اور ہموطن تہا پیکہام کے کسی مدرسہ مین معلم مقرر ہو گیا۔ مگر یہان بہی اوسکی بےچین طبیعت نے رہنے نہ دیا اور وہ لندن چلا آیا اور رسالون کی نامہ نگاری پر گذر اوقات کرنے لگا ۱۷۶۵ء مین اوسنے ایک نظم ٹراولر (مسافر) کے عنوان سے شائع کی جسکی نسبت ڈاکٹر جانسن جو اوسکے ہمعصر تہے لکہتے ہین کہ "پوپ کے بعد سے اسوقت تک ویسی نظم نہین ہوئی" اوسکے دوسرے سال اوسکا مشہور و معروف ناول وکار آف ویکفیلڈ شائع ہوا۔ اب گولڈاسمتھ کی حالت کسیقدر درست ہو چلی تہی اور آشنا ہو گیا

تہا کہ اوسنے مڈل ٹمپل مین ایک مکان بہی کرایہ سے لے لیا تہا۔ لیکن پہر بہی فیاضی کے ساتہہ ہی قمار بازی کا بہی اوسکو ایسا بُرا چسکا پڑا تہا کہ ایک دن آسایش سے بسر نہین ہوئی۔ علاوہ ڈراموں اور کتب تواریخ کے سنہ ۱۷۷۰ء مین اوسکی ایک اور نظم ڈزرٹڈ ولیج (اوجڑا گانون) کے نام سے چہپی جسکی نسبت سیمول مانڈر لکہتے ہین کہ "وہ ایسی نظم ہے جسکی کوئی تعریف نہین ہوسکتی" اگرچہ مانڈر اور جانسن کے یہ تعریفی فقرے ایسے ہین کہ جو ہمارے ملک کے ہر شاعر کے لئے ایک معمولی تعریف کے طور پر استعمال کئے جاسکتے ہین لیکن اون ممالک مین جہان کے طبائع کو جہوٹی تعریف کی ہوا بہی نہین لگی ہے وہ اونہین معنون مین استعمال کیے گئے ہونگے جو اونکا اصلی مفہوم ہے۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ اگرچہ گولڈ اسمتہ کا نظم کلام نثر کی بہ نسبت بہت کم ہے لیکن فطرت نے شاعرانہ قابلیت بہی اوسمین اسی پایہ کی دی تہی جیسا کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نثار تہا۔ انسانی سوسایٹی کی حالت کا جیسا صاف اور سچا فوٹو وہ سیدہے سادے اور بے تصنع الفاظ مین کہینچتا ہے اوس سے بہتر خال و خط کوئی مصور اپنی تصویر مین بہی نہین دکہا سکتا۔ گولڈ اسمتہ ۴ اپریل سنہ ۱۷۷۴ء مین ۴۶ برس کی عمر کو پہونچکر فوت ہوا۔ اوسکی تصنیفات مین تاریخ یونان۔ تاریخ روما الکبریٰ۔ تاریخ الارض والحیوانات۔ تاریخ انگلستان۔ خطوط از ملک چین اور کلیات نظم و نثر ابتک انگریزی دان دنیا کو مستفید و مستفیض کر رہے ہین نمونتاً یہان بہی اوس کی ایک نظم کا ترجمہ جس کا نام "دی ہرمٹ" ہے درج کیا جاتا ہے اگرچہ اُن خاص خوبیون کا اندازہ جو اوسکی اصل نظم مین ہین ترجمہ سے نہین ہوسکتا تاہم ناظرین اوسکے مضامین سے ضرور فائدہ اوٹہا سکتے ہین۔

راہب

دیکھہ ادہر اے راہب صحرا نشین نیکخو | رہبری کر میری اس صحرا سے وحشتناک مین
وہان جہان وہ شمع روشن کر رہی ہے دشت کو | جا نکلتا ہی جسکا نور اس جا وحشتناک مین

یکہ و تنہا مین رہ گم کردہ پہرتا ہون تباہ | تہک گیا ہون اس قدر اب اوٹھہ نہین سکتے قدم
پاؤن ایسے شل ہوے کاٹے نہین کٹتی یہ راہ | وسعت صحرا ترقی پر ہے گویا دمبدم

دل قوی رکھہ اے جوان بولا وہ مرد نیکذات | تا کہ اس آشفتہ خاطر کو ہو ڈہارس اک ذرا
شمع سمجھا ہے جسے تو ہے وہ غول بد صفات | تجکو وہ ہوکا دیرہا ہی تا کہ دے رستا بہلا

ہر مسافر اور حاجتمند کی خاطر سے یان | میرا دروازہ کہلا اور میرا گہر مہمانسرا
گو سر و سامان آسایش مجہے ممکن کہان | چشم پوشی میہمانسے پر نہین رکہتا روا

گر مناسب جان میرے ساتھہ کر یہ شب بسر | تجکو شاید دے سکے آرام کچہہ یہ جہونپڑی
ٹوٹا پہوٹا اک پلنگ اور روکہا سوکہا ماحضر | ہی یہ سامان ضیافت اور دعا درویش کی

دشت مین پہرتے ہین گو آزاد لاکہون جانور | پر شکار اونکا کبہی دل سے نہ خوش آیا مجہے
تا بامکان رحم کرنا بے زبان حیوان پر | رحم جو کرتا ہے مجپر اوسنے سکہلایا مجہے

قدرتی یہ باغ لیکن جو ہے زیر کوہسار | روز ملجاتا ہے یان سے رزق بے منت مجہے
ہین یہ میوے من و سلوی سے زیادہ خوشگوار | اور ہے آب صاف اس چشمہ کا اک نعمت مجہے

دسہو دنیا کی ہین جبتک یہ زحمت ہی ہین | ای مسافر دور کر دے دل سے اب فکرین تمام
مختصر سامان ہے وہ یان جسکی حاجت ہے یہان | اور پہر وہ مختصر بہی چند روز آئیگا کام

کی مسیحائی وہ اس جادو بہری تقریر نے | جی اوٹہا سنکر جسے وہ پا شکستہ بیوطن

خانۂ درویش کا رستا لیا رہگیر نے ‌ ‌ ‌ دل ہی دل مین کرتا تہا شکر خدای ذوالمنن

دور آبادی سے کوسون بیچ جنگل مین بنا ‌ ‌ ‌ تہا بنا یا جہونپڑا اک دہوپ پانی کے لئے
دیتا تہا آن بہولے بہٹکون کو جو راحت کا نشان ‌ ‌ ‌ تہا مگر بستہ یہ جنگل مہمان کے لئے

تہا یہان انبار خانہ نہ خزانہ تہا کوئی ‌ ‌ ‌ جسکی خاطر حاجت دربان کی ہوتی احتیاج
مثل آغوش تمنا در کہلا تہا ہر گہڑی ‌ ‌ ‌ تاکہ آسودہ ہو وان آکر مسافر کا مزاج

وقت اب وہ ہے کہ فارغ ہوگی اہل کاروبار ‌ ‌ ‌ کوئی سوتا ہے تو کوئی قصہ خوانی مین ہے محو
دیکہنا لیکن ہمارا راہب خلوت شعار ‌ ‌ ‌ اپنے پیارے مہمان کی میزبانی مین ہے محو

خشک و تر میوے جنے ہین سادہ دستر خوان پر ‌ ‌ ‌ جنکے کہانیکے لئے اصرار ہے مہمان سے
حال پرسی ہے کبہی پڑہنا کبہی اشعار تر ‌ ‌ ‌ گا ہے کچہ گانا کہ سلی دل کسی عنوان سے

گرچہ یہ بزم مبارک ہے تکلف سے بری ‌ ‌ ‌ ہر طرف ہے سامنے آنکہونکے قدرت کا سمان
شمع و پروانہ کی لاگ اور جہینگرونکی راگنی ‌ ‌ ‌ ایک جانب گریہ سکین کی ہین خوش فعلیان

یہ مسافر تہا مگر کچہ دل گرفتہ اس قدر ‌ ‌ ‌ کر نہین سکتی تہی کوئی چیز اس کا غم غلط
فکر کی کالی گہٹا چہائی تہی ایسی قلب پر ‌ ‌ ‌ پہوٹ کر رونے لگا آخر کو وہ نسیان نمط

دیکہکر مہمانون کو اپنے اس قدر رانده و غمگین ‌ ‌ ‌ فرط ہمدردی سے بولا راہب فرخندہ فال
بول کچہ تو منہ سے آنکہون کیون ہین غمگین ‌ ‌ ‌ تجہپہ کیا گذری بتا یا تو نے کیون اپنا یہ حال؟

ناز و نعمت سے ہوئی تہی پرورش شاید تری؟ ‌ ‌ ‌ اور اب قسمت نے تجہکو کر دیا غربت نصیب
یا کسی کی تو نے دیکہی دوستی مین دشمنی؟ ‌ ‌ ‌ یا تغافل نے کیا معشوق کے آفت نصیب

ہای وہ خوش شیان مقدر جو دکہاتا ہی ہین ‌ ‌ ‌ اوسنے بڑہکر کون شی ہوگی حقیر اور بے ثبات
اور اس خیال سرت میں لطف آتا جنہین ‌ ‌ ‌ ہے زیادہ اس کے بہی موہوم او نکا ثبات

دوستی دراصل اسم بے مسمی کا ہے نام
یا وہ سایہ ہے جو ہو ہمراہ دولت کے مدام
یا کہ جھوٹی نقل ہے اک دل لبھانیکے لئے
چھوڑ دی مفلس کو جو آنسو بہانے کیلئے

عشق ہے کچھ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے معنی صدا
جسکا دشواری سے ہی ملتا ہے زمانہ مین پتا
آجکل کے خوبرویونکا ہے جو حسن مذاق
ہان مگر کچھ فاختہ سے آئی ہو بوے وفاق

ای گل نورستہ کیون ہو دلگرفتہ غنچہ سان
جو تنک اوٹھا سکیگی تو پر اوسکا پیار ایسا ہان
چھوڑ دی ان بیوفا بد خو حسینونکا خیال
شرم نے دکھلا دیا چہرہ کا اصلی خط و خال

اب تو ہے چشم نظر راہ ہے کچھ سامان اور
عارض گلگون وہ دکھلانے لگے ہین شان اوکی
دیکھتا ہے ہو کے حیران باغ تازہ کی بہار
دیکھکر جنکو شفق بھی ہو گئی ہے شرمسار

وہ نگاہین شرم آلود اور وہ سینہ کا ابھار
جب اٹھا دہوکی کا پردہ کھلگیا انجام کار
جوش مین بیتابی دل در پئے افشای راز
تھی وہ اک دوشیزہ نازک بدن سرمست ناز

بولی وہ کر عفو للہ اس مسافر کا قصور
ہون خجل گھس آئی کیون ایسی جگہ مین بے شعور
جو کہ آفت دیدہ ہے بیکس ہے اور گمراہ ہے
ایک مرد باخدا کی جو کہ خلوتگاہ ہے

رحم کر للہ اس دوشیزہ کی حالت پہ تو
چشم حیرت سے جو ہے جویائے راحت چارسو
گردش ہستی نے جسکو کیا گمراہ اور صحرا نورد
پر نہین جز یاس و نومیدی کسیکو اوسکا درد

میرے والد تھے رئیس اک صاحب مال و منال
جنکی تھی دولت سرا واقع لب دریائے نیل

۱۰ یہ اضافت شعرا کی نزدیک ناجائز ہے لیکن میری راے مین اسکا معرفہ کرلی یہ قید ضرورت سے زیادہ سخت ہے جبکہ اوسکے نظایر خود عرب مین موجود ہین مثلاً اطلب العلم ولو کان فی الصین۔ ظاہر ہے کہ جسطرح چین سے صین بنایا گیا ہم بھی ٹین کو طین بنا سکتے ہین اس حالت مین اضافت جائز ہو جاے گی لیکن ہمنے یہاں اردو نے کیا قصور کیا ہے کہ جو لفظ صحیح ملحوظ رکھ کے ساتھ برابر آ سکتا ہے اوسین ایک اضافت کے لئے تعریب کی جاے ۱۲

دوسری اولاد تھی میرے سوا اونکو نہ آل
جس سے رونق گھر کی ہوتا اونکو نہ تھا اور لکو حزن

جمع رہتے رات دن صدہا جوانانِ حسین
اوس کے آغوشِ محبت سے چھڑا تیکو مجھے

میر اودھم بھرتے تھے سب لیکن تجبر اسکی نہین
تھا وہ الفت کی بنا پر یاد کہانے کو مجھے

دیکھنے جسکو چلا آتا ہے اک تحفہ لئے
تاکہ جلدی سے ہو اپنی آرزوون کا میاب

ایک اوڑون نام کا بھی نوجوان تھا کمین
جسکو تھا اظہارِ الفت سے سدا مانع حجاب

تھی نہ قوت حاصل اوسکو اور نہ دولت پاس تھی
سادگی تھی وضع مین تھا سادہ دل سادہ مزاج

ہان مگر اک دولتِ عقل و شرافت پاس تھی
اور یہ دولت وہ تھی رستے جسکی مجکو احتیاج

ساتھ میرے جب نکل جاتا تھا وہ گلگشت کو
اور غزل گاتا تھا کوئی عاشقانہ دردناک

عطر بیز انفاس کرتے تھے معطر دشت کو
اوس کا گانا سنکے گویا مست ہو جاتا تھا کبک

کہلتے ہین کہا کر ہوا سے تازہ غنچے سربسر
ہے مرصع کار شبنم سے قبا سے گل تمام

پر نہین ہے کوئی شے پر آب اور پاکیزہ تر
اوسکے قلب صاف سے لے ہمسری کا جو کہ نام

شبنم و گل آجتک ہین یا رونق باغ جہان
سبکو منظور نظر ہے جسکا حسن بے ثبات

لطف اوٹھایا اوسنے اونکے حسن کا اور یہ سمان
دایمی اندوہ سے مجھکو نہ لیگا اب نجات

کیونکہ پہلے فکر رہتی تھی یہ روز و شب مجھے
جانیے ہو تو بالو میرا اپنے اسکو لانا چاہیے

حال اوسکے عشق کا لیکن کھلا جب تب مجھے
دل لگی سوجھی کہ اسکا دل دکھانا چاہیے

کر دیا پابوس جب میرے غرور ناز نے
جا کے صحرا مین ہوا آخر کو وہ عزلت گزین

جان دی کس بیکسی مین ہا اوس جانباز نے
چھوڑ کر سکو عزیز و خویش کا میرے رہین

تھی خطا میری اوٹھانے ہونگی صدمے مجھے
جان دیکر ہے بھگتنی اب مکافات عمل

اوسکی صحرا اوسکی عزلت ڈھونڈھنی ہو گی مجھے
آج سوتا ہے جہان وہ مین بھی وان سوونگی کل

قبر سے بہتر نہین کوئی مکان میرے لئے
یہ تو ظاہر ہے کہ وہی اوڑہنے جان میرے لئے
اوسکے مدفن کی برابر ہوگی میری قبر بہی
حیف ہے دنیا مین بعد اوسکی جو مین جیتی بہی

یا خداوندا! کہا راہب نے استعجاب سے
اوسکی گستاخی پہ آنے ہی کو تہا غصہ دسے
اور جہپٹ کر انکو سینہ سے لیا اوس کو لگا
بول اوٹہا اتنے مین راہب کہ جو خود اوڈون ہی تہا

میری پیاری انجلینا راحت روح روان
میری جان و دل کی مالک اوڈون بی خانمان
عاشق گم گشتہ تیرا دیکہہ یہ موجود ہے
ملگیا پہر تجہسے شکر خالق معبود ہے

آمری پیاری لگالون اپنے سینہ سے تجہے
اب نہین طاقت جدائی کی بہت صدمے سہے
ابتو دل سے دور ہو رنج و غم و درد فراق
اے مسیحا مریض عشق کر عہد و ثاق

گر خدا چاہے تو ہرگز اب نہونگے ہم جدا
ہوگی باقی عمر اخلاص و محبت مین بسر

مہربان تم ہمیشہ ہم ہوئے رہین تم پر فدا
رنج دیکھے آجتک اب ہوگی راحت مین بسر

لٹن

اڈورڈ جارج ارل لٹن بیرن سنہ ۱۸۰۵ء مین بمقام ہیڈن ہال نارفک پیدا ہوا۔ یہ ناولسٹ ڈرامٹسٹ۔ شاعر۔ مضمون نگار اور پالیٹیشن۔ اپنے عہد کا یکتاے روزگار سمجہا جاتا تہا لٹن کی عمر ابہی دو ہی سال کی تہی کہ اوسکا باپ دنیاے گذران سے سفر کرگیا اور اپنے ہونہار بیٹے کو اوسکی شفیق اور لائق مان کی نگرانی مین چہوڑ گیا۔ اوسکی مان نے اوسکو خانگی تعلیم دلائی اور کبہی پبلک اسکول مین شریک نہین کرایا۔ چنانچہ اوسنے اپنے مضامین مین اکثر تعلیم مدارس کے مفاد و مضار کی نسبت بحث کی ہے۔ بلاشبہ اوسکی خانگی

تعلیم ایسی مکمل ہوئی تھی کہ اوسنے پندرہ ہی برس کی عمر مین ایک مجموعۂ نظم سنہ ۱۸۲۰ع مین شائع کیا اور سنہ ۱۸۲۵ع مین اوسکو ایک نظم کے صلہ مین دار العلم کیمبرج سے تمغہ حاصل کرنے کی عزت حاصل ہوئی - چند ہی روز کے بعد اوسکی نظمون اور ناولون نے اسقدر شہرت اور ہردلعزیزی حاصل کی کہ وہ ہر درجہ اور ہر مذاق کے آدمی کے ہاتھہ مین نظر آنے لگین - اور لٹن کا شمار بہی اپنے زمانہ کے اعلیٰ طبقہ کے مصنفین مین ہونے لگا سنہ ۱۸۳۱ع سے لٹن نے علاوہ ان اشغال تصنیف کے ایک رسالہ (دی نیو منتھلی) کی ایڈیٹری اختیار کی اور سنہ ۱۸۴۱ع مین اوسنے خود ایک ماہوار رسالہ (دی منتھلی کرانیکل) کے نام سے جاری کیا مگر یہ پرچہ معلوم نہین کن اسباب سے بہت جلد بند ہوگیا - مختصر یہ ہے کہ لارڈ لٹن نے برابر پچاس سال تک اپنے قلم اور دماغ سے کام لیا اور پچاس مختلف تصنیفین چھوڑکر سنہ ۱۸۷۳ع مین اس دنیا سے رخصت ہوا اور مصنفین کی انسیکلوپیڈیا مین ہمیشہ کے لئے اپنا نام طلائی حرفون مین لکھا ہوا چھوڑ گیا - ذیل کی نظم اوسی کے سخن کے لالی ابدار کی ایک [illegible]ی ہے جس سے اردو زبان کے خزانہ کو عزت دی جاتی ہے -

زندہ دلی

مطلع کثیف منظر صحرا تھا سامنے … مین گشت کر رہا تھا پہاڑون کی راہ مین
ہمراہ ایک طفل تھا بشاش و شادکام … کچھہ امتیاز جسکو نہ تھا واہ و آہ مین
مشغول کھیل کود مین تھا طفل زندہ دل … ڈوبا تھا مین مگر تفکر کے چاہ مین
چھایا ہوا تھا ابر الم میرے قلب پر … ابتک نمی تھی اشکونکی چشم سیاہ مین
ایک پھول ایک پتا اور ایک کنکری لئے … وہ طفل خوش تھا پاکے غنیمت بسہ مین

دولت یہ اوسکے حق مین تھی ایسی گران بہا — تھی سلطنت سے بڑھکے جو اوسکی نگاہ مین
ہر بار دوڑ دوڑ کے آتا تھا پاس وہ — اپنا خزانہ مجھکو دکھانے کی چاہ مین
پر اس قدر دماغ کہان تھا کہ اوس گھڑی — دلچسپیان ہون کچھ مجھے سنگ و گیاہ مین
یہ بھی نہو سکا کہ ملامت کرون اوسے — اتنی بھی تھی رکھائی نہ قلب سیاہ مین
مجبور ہو سکے مین متوجہ ہوا ادہر — دونو کے دونو تھم گئے اک لحظہ راہ مین
رہبر سے اپنے کہنے لگا تب وہ طفل شوخ — عزت بہت تمہاری ہے سبکی نگاہ مین
شہرہ ہے سارے شہر مین علم و کمال کا — سب دم تمہارا بھرتے ہین ہر درسگاہ مین
دیکھو ذرا براہ کرم انکو کیا ہین یہ — ماہیت انکی سمجھو گے تم اک نگاہ مین
دیکھا جو مین نے سنکے یہ تقریر اوس طرف — بس محو تھا نظارہ صنع اله مین
چیزین وہی تھین معدن حکمت نظر مین اب — جنکو کبھو سے سمجھا تھا مین اشتباہ مین
تھا فلسفہ لکھا ہوا علم نبات کا — اوس اک ذرہ سے صفحہ برگ گیاہ مین
دیتا تھا اگلے وقتونکے طوفان کا پتا — وہ سنگ جسم کے سخت ہوا تھا جو راہ مین
معیار عمر نفس ہین یہ ہمسنگ لعل و دُر — گو کس مپرسیونسے ہون حال تباہ مین
ایک ایک سنگریزہ ہے تاریخ روزگار — اکسیر کے صفات ہین ہر برگ کاہ مین
قدرت کا بے بہا یہ خزانہ سب اسطرح — اطفال پر ہے وقف مسرت کی راہ مین
لیکن ملول دل کا جہان مین یہ رنگ ہے — رہتا ہے محو اپنے ہی حال تباہ مین
۴ اے وہ کہ جسکی نعمتین دنیا مین عام ہین — رکھتا نہین قدم کبھی غم جسکی راہ مین

سمجھون کہ تیرا شکر ہوا مجھسے کچھ ادا
ہو جلوہ گر جو نور مسرت جباہ مین

۴ آخر کے دونون شعرون مین حمد ہے۔

مانٹگومری

جیمس مانٹگومری ۴ نومبر ۱۷۷۱ء مین بمقام اِروِن (ایرشیر) پیدا ہوا۔ اوسکا باپ ایک معمولی حیثیت کا مشنری یعنی پادری تہا۔ ضروریات دنیاوی کے لحاظ سے مجبور ہوکر وہ بیٹے کو یارکشیر مین چہوڑ کر ویسٹ انڈیز کو چلا گیا باپ کے ساتہہ مانٹگومری مان سے بہی جدا ہوگیا۔ افسوس ہے کہ یہی سفر اوسکی والدین کا آخری سفر ہوا اور گردش زمانہ نے اوسکو اونکے آخری دیدار سے بہی محروم رکہا کیونکہ دونون میان بیوی اِسی مسافرت کی حالت مین اپنے اکلوتے ہونہار بیٹے کو یتیم چہوڑ کر راہی عدم ہوے۔ اگرچہ اوسکی شوخ طبیعت نے بارہ برس کی عمر سے اوسکو شاعری کے دشوار گذار راستہ پر لگادیا تہا۔ لیکن ہاے رے ناداری جسنے ہمارے ہیرو کے قدرتی قابلیت کے جوہر کو گمنامی مین چہپا رکہا۔ اور یہی نہین ہوا بلکہ اوسکو اسکا موقعہ بہی نہین ملا کہ وہ اِس مادہ قابل کو ابتدا سے عمر مین کچہہ ترقی دیسکے۔ مجبوراً اوسنے ایک دوکاندار کی نوکری اختیار کرلی تاکہ قوت لایموت کا سہارا ہوجاے مگر جب اوسمین گذر نہین ہوئی تو وہ اپنی نظمون کے حق تصنیف سے نفع اوٹہانے کی امید مین شہر شفیلڈ مین آکر رہا۔ پہلے جس کتب فروش سے وہ ملا اوسنے اوسکی نظمین لینے سے تو انکار کردیا لیکن اوسکی حالت پر رحم کہا کر اوسکو اپنی دوکان کا کارپرداز مقرر کرلیا۔ چند روز کے بعد اوسنے ایک دوسرے کتب فروش مسٹر گیلز کی ملازمت اختیار کرلی۔ یہ ایک اخبار کا پروپرائٹر تہا جسکے باعث سے اوسکو مضامین لکہنے کا خوب موقعہ ملا اور جب ایک باغیانہ مضمون لکہنے کی وجہ سے مسٹر گیلز کو فرار ہوجانا پڑا تو مانٹگومری ہی

اوس پرچہ کا ایڈیٹر اور پبلشر بنگیا جسکا نام اب اوسنے بدلکر شفیلڈ ایرس رکھا۔ اس پرچہ مین اوسنے اس قدر آزادی سے مضامین لکھے کہ اونکی پاداش مین جرمانہ دیا اور قید بھگتی اور خدا جانے کیا کیا مصیبتین اوٹھانی پڑین مگر اوسکی انصاف دوست طبیعت پبلک کی طرفداری مین اپنا فرض منصبی ادا کرنے سے کبھی ہٹی یا وہ ہمت قاصر نہین ہوئی۔ اگرچہ اوسکی زندگی بہر زمانہ ہمیشہ اوسکی مخالفت پر آمادہ رہا لیکن مرنے کے بعد عام طور سے دلون مین اوسکی سچائی اور راستبازی کی عظمت نے اپنا گھر کرلیا۔ اوس کی شاعری نے بھی بہت اچھا فروغ پایا اور پبلک نے جیسی چاہیے تھی ویسی ہی اوسکے کلام کی قدر کی۔ اسکی زندگی کے حالات اس قابل ہین کہ وہ پڑھے جائین اور ہونہار جوان اون سے سبق حاصل کرین اسکی سوانح عمری سات جلدون مین لکھی گئی ہے جسکی فہرست لکھنے کے لئے بھی اس مختصر مجموعہ مین گنجائش نہین پائی جاتی۔ ذیل کی نظم مین جس خوبی کے ساتھہ اوسنے دنیا کی بے ثباتی اور انسان کی ضعیف البنیانی کی تصویر کھینچی ہے اس سے بہتر ہونا ناممکن سا معلوم ہوتا ہے۔

آدمی

کہتے ہین اگلے وقتون مین تھا ایک آدمی	لیکن وہ کیا تھا کون تھا اسکی خبر نہین
پر جسطرح ہین ہم ہین بد و نیک آدمی	باتین سب اوسکی ایسی ہین ہماری ملتی جلتی ہین
مولد ہی سے تھی اوسکے کسیکو نہ آگہی	مدفن ہی کا نہ اوسکے جہان مین ہے کچھہ پتا
معلوم ہے پر اتنی حقیقت رہی سہی	اوسکا نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا
یہ جانتے ہین ہم کہ مسرت بھی رنج بھی	رہتے تھے اوسکے قلب مین ہم درجا کی ساتھہ

پر راحت و مصیبت و عیش و ملال کی — کیا ہو خبر مٹے وہ ہو گئے فنا کے ساتھ

اعضا بھی نبض بھی حرکت مین ہین روز و شب — محسوس ہوتے ہین جذبات دلی تمام
بے شبہہ حالتین یہی گذری تھین اوسپہ سب — یہ کیفیت ہر ایک بشر کے لئے ہے عام

تکلیف اوٹھائی اوسنے۔ یہ وہ دن گذر گئے — آرام پایا۔ پر وہ زمانہ نہین رہا
احباب بھی تھے اوسکے۔ مگر سب وہ مر گئے — جو مدعی تھے۔ اونکا ٹھکانا نہین رہا

عاشق تھا وہ۔ یہ کسکا ہے کسکو خبر نہین — جز مرگ و قبر کون ہے اب اوسکا رازدار
معشوق اوسکا۔ مان بھی لین گر کہ تھا حسین — پر اوسکا حسن کر نہ سکا رد قضا کا وار

وہ دیکھتا تھا سب بھی۔ جو دیکھتے ہین ہم — ان ساری زحمتون کا تھا اوسکو بھی سامنا
جو کچھ ہین ہم۔ یہی تھا وہ۔ اس سے سوا نہ کم — اب اوسکو پیش ہے۔ جو ہمین پیش آئیگا

یہ گردشین زمانہ کی یہ روز اور یہ شب — یہ مہر و ماہ و کوکب و کوہ و بحار و ارض
لطف انکا تھا جبھی کہ بدن مین تھی روح جب — پر روح پر رفاقت تن کب سدا تھی فرض

یہ دھوپ اور یہ چاندنی یہ ابر اور ری — پہونچاتے تھے جو روح کو اوس کی مسرتین
بھولے سب ایسے یہ بھی نہین پوچھتا کوئی — کیا اوسکو پیش آئین لحد مین مصیبتین

صفحات کارنامۂ اولاد بو البشر — دیکھے بہت پر اونمین تھی بات کچھ نئی

کہتے ہین یکزبان یہی قصون کے یہ [illegible]
رہتا تھا اگلے وقتون مین یہان کوئی آدمی

ہڈ

تھامس ہڈ ۲۳ مئی سنہ 1699ء کو خاص شہر لندن مین پیدا ہوا۔ ابتدائے عمر مین وہ مصوری اور نقاشی کا پیشہ کرتا تھا لیکن ایک علمی رسالے کے تعلق نے جو آخر عمر مین پیدا ہو گیا تھا اوسکی طبیعت کو لٹریچر کی جانب مائل کر دیا جسکے بعد سے پھر اوسنے پیشہ کے طور پر کسی دوسرے کام کو نہین کیا البتہ کبھی کبھی اپنی تصنیفات مین کچھ کچھ تصویرین بنا دیا کرتا تھا۔ سنہ ۱۸۲۴ء مین اوسکی شادی ایک مشہور مصنف جان ہیملٹن رینالڈز کی ہمشیرہ کے ساتھ ہوئی۔ سنہ ۱۸۲۵ء مین اوسنے اپنے برادر نسبتی کے اشتراک مین اپنی نظمون کا پہلا مجموعہ شائع کیا۔ سنہ ۱۸۳۴ء مین وہ کارخانہ ٹوٹ گیا جس سے اوسکو تعلق تھا جسکے باعث سے چند سال کے لئے اوسکو وطن چھوڑنا پڑا۔ سنہ ۱۸۴۰ء مین وہ پھر انگلستان واپس آیا اور بقیہ زندگی تکلیف اور دوام المرضی کی حالت مین بسر کی (جیسا کہ اوسکی اس نظم سے ظاہر ہے جسکا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے) اور نہایت ناامیدی اور شکستہ دلی کے ساتھ ۳ مئی سنہ ۱۸۴۵ء کو اس دار فنا سے رخصت ہو کر سفر آخرت اختیار کیا۔

خواب پریشان

شب گذشتہ کو بیٹھا ہوا تھا مین تنہا — انیس بزم بجز شمع اور کوئی نہ تھا
کرو غنودہ ہوا چھا اور رنگ صحبت کا — جمال شمع کا دہندلا دکھائی دینے لگا
ہوا۔ شمع کی لو جھلملاتی جاتی تھی — کرشمے رنگ جہان کے دکھاتی جاتی تھی

گھڑی حیات کی گھڑیاں گھٹاتی جاتی تھی — کہ چلتے چلتے ہی ٹھن ٹھن بجا کے گیا را

دماغ پر کیا پھر واہمہ نے اپنا اثر — ہوا خیال کہ شیطان کہیں سے آئے نظر
سفید اوڑھے ہوا اک سر سے پیر تک چادر — خموش صورت بت سامنے ہوا آکے کھڑا

ابھی یہ دل سے مری دور بھی یہ باتیں تھیں نہ — ہوا میں کچھ حرکت سی ہوئی نمود وہیں
پھر ایک شکل نظر آئی مجھکو اپنے قریں — تو بات کو چشم یقیں سے دیکھ لیا

کیا جو غور تو صورت تھی جانی پہچانی — مگر نمود تھی چہرہ سے کچھ پریشانی
مشابہت تھی بہت مجھمیں اسمیں پنہانی — کہ وہ بھی میری طرح فکر کا مارا تھا

بڑی تپاک سے گھر کی طرح وہ مرد عجیب — اوٹھا کے کرسی اک آ بیٹھا جھٹ سے میرے قریب
کہا یہ کان میں جھک کر کہ اے حبیب لبیب — تکلف اب نہ کرو لاؤ ساغر و مینا

قدیم دوست ہو تم میرے اب کھلاؤ کچھ — مجھے پلاؤ برانڈی کہ رم ہو لاؤ کچھ
چڑھاؤ کیتلی اب چاء بھی بناؤ کچھ — گزک کے واسطے کچھ نیمبو نمک سا منگوا

زمانہ ہے گذران عیش کر لو کوئی دم — کسے خبر ہے کہ تم کل کہاں ہو ہم
کرو جو ہو سکے سامان تم سے بیش و کم — گذر گیا یہ سن بھی ہے نہ کام میرے کرنیکا

حواس اوڑ گئے میرے یہ گفتگو سنکر — لگا ہے بدن یہ ہو کے روئیں اور گھبرا کر
یہ ڈر سے ڈرتے کہا منہ سے مہرباں مگر — نیاز مند کو اک کارڈ کچھ پہلے عطا

یہ سنکے اوس نے کہا کارڈ اکارڈ ہے کیا شے ہے — ہماری آپکی مدت کی آشنائی ہے
اپنا بھی آپ جو تفتیش نام کے در پے — ہزار و ہشت صد و سی و ہشت ہو نمینا
۱۸۳۸ء

ہے صبر منگاؤ زیادہ نہیں مجھے فرصت — بس ایک گھنٹہ کی باقی ہے عمر اب ملاقات
کہ بارہ بجتے ہی یاں ہوگا آپ سے رخصت — ہے سال نو کو مجھے اپنا چارج دینا

یہ سنکے چپ ہوا مین کچھہ دیا نہ اوسکو جواب
کیا بغور پھر ایام رفتہ کا جو حساب
اوٹھا کے دیکھی ہین روزنامچہ کی کتاب
تو مجھ پہ کچھہ بہی سنہ اڑتیس کا نہ فاضل تھا

تمام سال اوٹھائی تھی سخت بیماری
دل و جگر پہ حوادث کے زخم تھے کاری
کٹی تھی رنج و الم ہی مین زندگی ساری
جناب ہی کی بدولت یہ سب تھا پیش آیا

بگڑ کے مینے کہا جوش غیظ و نفرت سے
بس آپ جائیے اب اُٹھئے میری صحبت سے
قسم خدا کی مین واقف ہون خوب حضرت سے
مگر ادر دیکھئے یان مجھسے کچھہ نہ پائیگا"

وہ بولا ایسا تو مینے نہین کیا ہے قصور
کہ یاد آئینگی اکدن یہ صحبتین بہی ضرور
اگر قصور ہوا بہی ہو عفو کر دین حضور
دیا ہے رنج جو کچھہ مینے اب نہ پھر دونگا

جو دوسرون نے کیا ہے کرینگے وہ تو جناب
جرس وہ چرچ کا کہتا ہر یان نکالو شتاب
خطاب گر نہین منظور کیون ہے اتنا عتاب
کہ مر رہین حضرت اڑتیس بجگئے بارا

یہ سنکے مینے ملازم کو دی صدا "پھیرا"
کہا یہ مینے کہ "اسکو نکال دے باہر"
تو آکے سامنے حاضر ہوا وہ کنکی جناب
بُرا نا سال یہ کسطرح گھر مین گھس آیا

لانگ فلو

ہنری وارڈسورتھہ لانگ فلو امریکہ کا مشہور شاعر مین اسٹیٹ کے شہر پورٹ لینڈ مین ٢٧ فروری سنہ ١٨٠٧ء کو پیدا ہوا اور سنہ ١٨٨٢ء مین پچہتر برس کی عمر کو پہونچکر نہنگ اجل کا شکار ہوا - ابتدائی مدارج کو طے کرنے کے بعد باڈاین کالج برنسوک مین داخل ہوا اور وہین سے گراجوایٹ ہوکر نکلا - کالج چھوڑنے کے بعد

ناتمل

کچھہ دنون تک اپنے باپ کے آفس مین قانون کی تعلیم حاصل کرتا رہا لیکن چونکہ اوس کی طبیعت کو لٹریچر (ادب) کیجانب فطرتی رجحان تہا اور حسن اتفاق سے اوسکی مرضی کے موافق یہ صورت پیش آگئی کہ ہاڈاین کالج کے لئے معلم السنہ مروجہ (یورپ) یعنے پروفیسر آف ماڈرن لینگویجز کی ضرورت تہی اور اوس جائداد پر اسکا تقرر ہو گیا جسکے بعد سے پہر اوسنے قانون کی جانب سے بالکل اپنی عنان توجہ کو پہیر لیا اور علم السنہ مین کمال حاصل کرنے کی غرض سے یورپ کا سفر اختیار کیا۔ اوسکی شاعری کے متعلق اس موقعہ پر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوس عبارت کا ترجمہ کر دیا جائے جو مسٹر ایچہ ڈبلیو ہاکن نے اوسکے کلیات کے دیباچہ مین تحریر فرمائی ہے۔ وہ لکہتے ہین کہ " اگر مقبولیت کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک شاعر کے لئے اوس کامیابی اور ہردل عزیزی کی دلیل ہے جو اس بات کا پتا دیتی ہے کہ ناظرین کے ایک بڑے گروہ مین جسمین ہر مذاق ۔ ہر قوم اور ہر ملک کے آدمی شامل ہون اوسکے کلام نے وقعت اور عزت حاصل کی تو اسمین کوئی کلام نہین ہو سکتا کہ امریکن کے اس نامی گرامی شاعر کو بدرجہ اولی یہ بات حاصل تہی۔ چنانچہ اوسکی سوانح عمری لکہنے والون مین سے ایک شخص نے بالکل صحیح لکہا ہے کہ " انگریزی دان اقوام مین اس صدی کے تیسرے حصہ مین اس شاعر کے کلام نے اپنے ناظرین اور شائقین کی تعداد کو بہت زیادہ بڑہا لیا ہے اور اسمین کوئی شبہ نہین کہ سوا ٹنی سن کے اور کسیکو اوسکا مدمقابل نہین کہہ سکتے۔ اور اسمین بہی کوئی شک نہین کہ امریکہ۔ انگلنڈ اور انگلش کالنیز مین ٹنی سن کے بہ نسبت لانگ فلو کے کلام کے پڑہنے والون کی تعداد کہین زیادہ ہے " یہ قول مسٹر ولیم راسٹی کا ہے جسنے لانگ فلو کی قابلیت کا

انداززہ کرنے مین غالباً کوئی غلطی نہین کی ہے"

اگرچہ اس موقعہ پر اوسکے کلام کا بالکل مختصر نمونہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے لیکن پھر سخن شناس حضرات اوسکو دیکھکر مسٹر بلکن کے قول پر بخوبی راے قائم کر سکتے ہین۔

دل بیقرار

چکی کا ہو پاٹ یا کہ انسان کا دل ۔ دونون کو ہے ہر حال مین گردش حاصل
پیسینگے اوسے ملا اگر کچہ ۔ ورنہ ۔ خود آپ ہی گہس کے خاک مین جائینگے مل

نسیم سحر

خوشگوار ایک نسیم کا جھونکا ۔ کر گیا آکے روح کو تازہ
سنسناہٹ تھی اوسکی پیغمی ۔ صادر احکام ہوتے تھے قطعی
گہہ اشارہ تھا اشک شبنم سے ۔ دور ہو گل کے عارض نم سے
کہین تھا انتظام دریا کا ۔ کہین تھا بندوبست صحرا کا
وہان جہازون کے لنگر اوٹھتے تھے ۔ مرغ ادہر جہاڑ کر پر اوٹھتے تھے
تہی منادی یہ شاخسارون مین ۔ علم سبزہ آنے آگے رہین
حکم مرغان خوشنوا کو یہ تہا ۔ کہ ہوئی صبح پہر ہون حمد سرا
کاشتکارون کو مژدہ جاکے دیا ۔ کہ اوٹھو کہیت بو و دن نکلا
تہا درختان باردار کو یہ حکم ۔ کہ سہو جو رسنگ صنم بکلم
جاکے گہڑیال گہر مین حکم دیا ۔ کہ بجا کر جرس یہ کردو ندا

جاگ گئی صبح ہوشیار ہو پھر — غافلو صرف کاروبار ہو پھر

کرکے یون ہر طرف سے اطمینان — آ گئی پھر سوے شہر خاموشان

نفس سرد لے کے پھر ناگاہ — سب بے ثباتی پہ یان کی تہا جو گواہ

بولی کس نیند آج سوگئے تم
سب اوٹھے آہ پر نہ اوٹھے تم

دہوپ اور چاندنی

تخت افق پہ مہر تہا کل جبکہ جلوہ گر — اوسکی جلو مین چاند بہی آیا مجہے نظر

تہا خون خشک اوڑتی تہین منہ پر ہوائیان — جیسے پتنگ ہو کسی لڑکے کا اوج پر

اوس تیز روشنی مین پڑہی مینے ایک نظم — مضمون بہرے تہے جسمین تصوف کے سر بسر

سمجہا مین اون نکات کو اوہام باطلہ — ایسا مرا دماغ تہا گرمی سے منتشر

زائل پہ رفتہ رفتہ حرارت وہ ہوگئی — دن یون ڈہلا جوانی کی گویا تہی دوپہر

شب نے اوڑہایا آن کے دامان عافیت — دریا و دشت و کوہ و بیابان و شہر پر

اوسوقت ماہتاب بصد جاہ و تمکنت — نکلا فلک سے صورت معشوق فتنہ گر

وادی شب مین آگیا سیلاب نور کا — طوفان مین چاندنی کے گہرے بام و در

اب مینے لیکے غور سے دیکہی جو پہر وہ نظم — کیونکر کہون کہ دل پہ ہوا اوس سے کیا اثر

سب بے حجاب ہوگئے پردے مین رات کے
دن کو جو شاہدان معانی تہے مستتر

شلی

پرسی بیش شلی ۴ اگست سنہ ۱۷۹۲ء کو فیلڈ پلیس سسکس مین پیدا ہوا تھا۔ یہ کرنل گورنگ کے ٹمو تھی شلی کا بڑا بیٹا تھا۔ سات آٹھ برس کی عمر تک اوسنے اپنی بہنون کے ساتھہ پرورش پائی جسکی وجہ سے اوسکی طبیعت کو مردانہ کہیلون کی جانب بالکل رغبت نہ تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسے مین داخل ہونے پر لڑکون نے اوسے تنگ کرنا شروع کیا جس سے اوسکے مزاج مین چڑچڑاپن پیدا ہوگیا۔

ابتدائی مدارس کی تعلیم حاصل کرنیکے بعد سنہ ۱۸۱۰ء مین شلی اکسفورڈ کی یونیورسٹی مین داخل ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرنچ روزولیوشن نے بڑے بڑے مستقل مزاجون کے خیالات مین برہمی پیدا کردی تھی۔ شلی نے بھی زمانہ کے آزادانہ اصول کی تبعیت اختیار کرکے ایک پمفلٹ (رسالہ) اپنے دوست مسٹر ہاگ کی شرکت مین "لامذہبی کی ضرورت" کے عنوان سے شائع کیا جسکی بنا پر وہ یونیورسٹی سے نکال دیا گیا۔ اِس زمانہ مین اوسکی عمر ۱۷ سترہ برس کی تھی لیکن اپنے عزیزون مین ایک لڑکی سے اوسکو تعلق پیدا ہو چکا تھا مگر اوسکا کالج سے نکال دیا جانا اور اوسکے اسباب ایسے تھے جنہون نے اِس نسبت مین رخنہ ڈالدیا اور اوس لڑکی نے دوسرے شخص سے شادی کرلی۔ شلی کی اِن حرکتون سے اوسکے سب عزیز ناراض تھے تاہم اوسکے باپ نے لکھا کہ اگر تم ہاگ کی صحبت چھوڑ دو اور گھر واپس آکر خانگی تعلیم حاصل کرلو تو مین تمہاری خطا معاف کرونگا۔ لیکن شلی نے اِن شرائط کو منظور نہ کیا۔ تاہم اوسکا باپ دوسو پونڈ

سالانہ لندن مین اوسکو بہیجتا رہا۔

اِس واقعہ سے اوسکی بہنون کو لازمی طور پر محبت کا جوش زیادہ ہوا اور اونہون نے اپنی ایک ہم مکتب لڑکی (جسکا نام ہارئٹ وسٹ بروک تہا) کے ہاتہہ شلی کے لئے کچہہ تحائف روانہ کئے۔ اِس لڑکی کی عمر ۱۶ سولہ برس کی تہی اور حُسن و جمال مین آپ ہی اپنی نظیر تہی۔ چنانچہ شلی اوسپر فریفتہ ہوگیا اور باوجودیکہ وہ خاندانی حیثیت سے اس کے ٹکر کی نہ تہی چند دنون کے بعد اسکاٹلنڈ مین جاکر اسنے اوسکے ساتہہ شادی کرلی (کیونکہ انگلستان کے قانون کی رو سے ابہی وہ دونون نابالغ تہے اور اِس ملک مین رہکر شادی نہین کرسکتے تہے) چند دنون کے بعد اوسنے ہرمٹ آف مارلو کے عنوان سے پرنسز چارلٹ کا مرثیہ لکہکر شائع کیا یہ ایک پولٹیکل نظم تہی جسمین اوسنے شاہزادی کے نام کی آڑ مین آزادی کا مرثیہ لکہا تہا شلی کی پہلی شادی نامسعود ثابت ہوئی کیونکہ ۱۸۱۴ء مین اوسنے اپنی بیوی اور لڑکے کو نکالدیا جو اوسکے گہر سے نکلکر ایک اور لڑکے کی ماں ہوئی اور شلی میری گاڈون کو لیکر اٹالی چلاگیا اگرچہ اوسنے ہارئٹ کو چہوڑدیا تہا تاہم ابہی اوسکے ساتہہ محبت باقی تہی اور اُس نامراد عورت کو بہی اپنے شوہر کی بیمہری کا اِس قدر صدمہ تہا کہ باوجود دوسرے تعلق پیدا کرلینے کے اِس جدائی کی مصیبت دو برس جہیلنے کے بعد اوسنے اپنی زندگی کا خاتمہ اِس طور پر کیا کہ ڈوب مری شلی نے اپنے لڑکون کے جو اپنے نانا کے پاس تہے دلاپانے کا دعویٰ کیا لیکن چونکہ اوسنے مذہب عیسوی کے خلاف ایک نظم شائع کی تہی اسلئے گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہارئٹ کے لڑکے باپ کو واپس نہ دئے جائین اور نہ نانا کے

پاس رہین بلکہ ایک شخص ثالث کی ولایت مین دیدیے جائین - ہاریٹ کے مرنے کے بعد شلی نے مس گاڈون سے شادی کرلی اور اٹالی مین رہنے لگا اور پہر انگلستان واپس نہین آیا -

افسوس ہے کہ یہ خداداد طبیعت کا نازک خیال شاعر تیس ہی برس کی عمر مین غرق دریا ہوکر دنیا سے رخصت ہوا - اسکے کلیات مین روالٹ آف اسلام - کوئین ماب - روز الینڈ اینڈ ہلن - نہایت مشہور اور بسیط نظمین ہین - علاوہ اسکے اور بہت سے متفرق کلام کا ایک ضخیم مجموعہ ہے - ذیل مین اوسکی دو مختصر نظمون کے ترجمے درج کیے جاتے ہین -

وقت

اے وقت تو وہ بحر ہے ناقابل عبور
آب عمیق کو ترے کہتے ہین حادثات
وہ بحر بے کنار ہے تو جس کا مد و جزر
لاکھون کیے شکار پہر اپنک بہرا نہ پیٹ
کہا کرا نہین اوگلتا ہے ساحل پہ وانکو

موجون کا جسکی نام سنین و شہور ہے
جو اشک چشم اہل زمانہ سے شور ہے
پیمانۂ بقائے فنا سے وہ ہور ہے
ہر روز تیرے جوع بقر کو وفور ہے
نامہربان نواز ہے جو اور دور ہے

طوفان مین ہو لاکہ سکون مین ہو پر دغا
غافل جو تجہسے ہو اسی خطرہ ضرور ہے

ابر

چشمہ اور دریا سے جاکر پانی مین بھر لاتا ہون
پیاسے پہولون کو لا لاکر آب حیات پلاتا ہون

چڑہتی دہوپ مین جب پتون کی رنگت مرجہا جاتی ہے
بادل کا گہیرا لاکر اون کے سر پر لگاتا ہون

صبح کے وقت جو طیارے گہونسلون مین سوجاتے ہین
جہاڑ کے اپنے پرونکی شبنم چھینٹا دے کے جگاتا ہون

جاتا ہون خرمن کو جب فلاحن اولون کی لیکر کہیتون پہ
ٹالدوان کی محنت سے دہقانون کو بچاتا ہون

مین وہ سخی ہون دست کرم میرا ہر شے کی طرف ہے دراز
اولون سے بحر و بر مین یکسان در نجف برساتا ہون

آن کی آن مین پانی کرکے اونکو بہا دیتا ہون پہر
بجلی اور گرج سے ہنستا گاتا پہر گہرجاتا ہون

چیخنے لگتے ہین اشجار تناور اوسکے صدمہ سے
کوہ کی چوٹی سے جو سطین مین برف کے بنجے گراتا ہون

باد طوفانی ہی کی گود مین مجھکو چین کچھ آتا ہے
اونچے تکیے رکھکر سرہانے رات کو جب سوجاتا ہون

برق طپان جو ہے رہبر میری شب بہر پہرہ دیتی ہے
دمبدم اپنے قیدی رعد کو شور مچاتے پاتا ہون

بجلی راہنمائی میری کرتی ہے دشت و دریا مین
افسانہ جنات کا اوسکو مین جس وقت سناتا ہون

اسکو یقین ہوتا ہے اپنے ان محبوبون کے ملنے کا
کوہ و دشت و دریا کو جو مین انکا ٹھکانا بستاتا ہون

صبح کو آتا ہے خسرو خاور سر پر رکھے تاج زری
اپنی کشتی مین اوسکو بٹھا کر سیر کو مین لیجاتا ہون

جیسے پہاڑ کی چوٹی پر سیمرغ نشیمن کرتا ہے
ویسے ہی اس مرغ زرین کو مین بھی سر پہ بٹھاتا ہون

لیکن شام فلک پر جب ہے کھلاتی تختہ لالہ کا
مین بھی اوس کے عشق مین غوطہ بحر خونین لگاتا ہون

تخت زبرجد پر یہ لیلی ہوتی ہے جس دم جلوہ نما
روک کے تخت یا دسپے تعظیم کھڑا رہجاتا ہون

نور کی چادر اوڑھے ہے ایک کتابی چہرہ والی حور
بیٹھ کے محمل مین شب کے آتے ہی جب مین جاتا ہون

+ جیسا ان دونون شعرون سے ظاہر ہے قدیم الایام مین اہل یورپ کا یہ خیال تھا کہ بجلی جنسیت کی وجہ سے جنات کی عاشق ہے اور اونہین کی تلاش مین ہمیشہ سرگردان رہتی ہے ۱۲ - مترجم

چاند اسے کہتے ہین سب اور جس رستے یہ گذرتی ہے
نقش قدم سے اوسکے اپنا سینہ چھلنی پاتا ہون
جہان نکلتے جاتے ہین ان چھیدون سے پیچھے پیچھے تارے بھی
ہنستا ہون ان سونیکی چڑیون کو اڑتے ہوے جب پاتا ہون
پھر ان اپنے خیمہ کو جو سطح ہوا پر قایم ہے
پانسے اوٹھا کے لپیٹ کے باندہ کے اور کہین لیجاتا ہون
تا دریاؤن اور تالابون کی سطح آب صفا کو
چاند اور تارے کرن مست جنکا خط مین اوٹھاتا ہون
ماہ مبین کا جبین سے کے زیور گہہ دیتا ہون شال عزا
اور کبھی شاہ خاور کو مین آتشین طارق پہناتا ہون
کلغی چرخ کے انگارون کو کر دیتا ہون خاکستر
کوہ آتشبار کی آگ کو چھینٹا دیکے بجھاتا ہون
بحر ہند سے جب اوٹھتا ہون، راس کماری سے لیکر
راس شمالی تک پھیرا اپنا تان کے آتا ہون
وہ نیرنگی عالم کا منظر جسے کہتے ہین قوس قزح
باب الفتح وہی ہے میرا جس مین ہو کر جاتا ہون

مٓه چاند کو اس موقع پر حسب قاعدہ انگریزی بمجبوری مونث مان لینا پڑا ہے ورنہ ترجمہ مین دقت ہوتی لیکن اگر "ہم گذرتی ہے" کا فاعل بھی قمر ہی کو تسلیم کرلین تو پھر یہ اختلاف [illegible] باقی نہین اوٹھ جاتا ہے گا اس جملہ کی ترکیب اوسمین واقع ہوا ہے۔ مترجم۔

اوپر والے چشمۂ نور مین رنگتا ہون پرچم اپنے
سایہ اونکا ڈال کے نیچے پھر مین زمین کو ہنساتا ہون

باپ بحر اور نام زمین کا مین ہون نام آور فرزند
نازون سے افلاک کے گہوارہ مین پالا جاتا ہون

گاہ زمین پر گاہ ہوا پر اور کبھی ہون زیر زمین
موت✝ مجھے آتی ہی نہین ہان روپ بدلتا جاتا ہون

گاہ ہے ابر اور گاہ ہے باران بحر کبھی ہون کبھی چشمہ
خالق کو قدرت کی بزرگی ہر قطرہ مین دکھاتا ہون

بعد بارش قصر فلک کی تازہ صفائی ہوتی ہے
سونا مہر چڑھاتا ہے مین دل مین ہنستا جاتا ہون

تاک لگائے رہتا ہون اور دیکھا کرتا ہون سب رنگ
چھپ رہتا ہون جھرن درزون مین جہان ٹھکانا پاتا ہون

سقف زبرجد اوسکی جب کامل تیاری پر آتی ہے
ہوا کا زینہ لگا کے چپکے چپکے تب چڑھ جاتا ہون

مثل دیو جہان مین پہونچا سب کے ہوش اوڑ جاتے ہین
بحر ہی دہوم مچاتا ہون اور پہر پانی برساتا ہون

✝ یہ سینس کا مسئلہ ہے کہ میٹر یعنی مادہ کو فنا نہین ہے بلکہ اوسکی تبدیل ہیئت ہوتی رہتی ہے

بیرن

لارڈ جارج گارڈن بیرن ۲۲ جنوری سنہ ۱۷۸۸ء کو پیدا ہوا۔ سر جان بیرن جو اس خاندان کا بانی تھا اور جسکو ہنری ہشتم (بادشاہ انگلستان) کے عہد مین علاقہ نیوا سٹیڈ جاگیر ملی تھی اوسکی نسل سے یہ چھٹا لارڈ تھا۔ اسکا باپ کپتان بیرن ایک بدرویہ آدمی تھا جسنے اپنی بیوی اور بچے کو گہر سے نکال دیا تھا لیکن اسی ندامت میں اوسکو خود بھی انگلستان سے جلاوطن ہوجانا پڑا۔ مسز بیرن اس کس مپرسی کی حالت مین چھوڑ دئے جانے کی وجہ سے اپنے وطن مادری یعنی ابرڈین مین آکر رہنے لگی تھی اور یہان اوسنے غربت کی حالت مین اپنے اس فی المثل یتیم بچے کو خیراتی مدرسہ مین داخل کرا دیا تھا۔ مگر یہ لڑکا چونکہ خوش قسمت تھا اور اوسکی تقدیر مین ناموری لکہی تھی لہذا اتفاق سے سنہ ۱۷۹۸ء مین اوسکا ایک رشتہ کا نانا مر گیا اور چونکہ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے مسٹر بیرن ہی اوسکی املاک او جائداد کی وارث قرار پائی۔ اب اوسنے بیرن کو لارڈ کارلیل کے سپرد کر دیا جسنے اوسکو تعلیم پانے کے لئے ہیرو بھیجدیا۔ بیرن کے مزاج مین کچھ تو فطرتی طور پر اور کچھ اوسکے ابتدائی حالات زندگی کے اثر سے آزادمنشی پیدا ہوگئی تھی۔ چنانچہ سنہ ۱۸۰۵ء مین جب وہ کیمبرج کی یونیورسٹی مین داخل ہوا تو اوسنے خاصکر اپنی بد اوقاتی کی وجہ سے بہت کچھ شہرت حاصل کی۔ کیمبرج چھوڑنے کے بعد اوسنے ایک مجموعہ نظم شائع کیا۔ اگرچہ وہ شاعرانہ خیالات اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے قابل قدر تھا لیکن اڈنبرگ ریویو نے اوسپر نہایت زور شور سے نکتہ چینیاں کیں۔ یہ حملہ ایسا نہ تھا کہ ہمارے ہونہار شاعر کی جوشیلی

طبیعت مین سکون قایم رہنے دیتا۔ اوسنے بھی جی توڑکر ایک ہجو لکھی جسکا عنوان "انگلش بارڈز اینڈ اسکاچ ریویورز" (یعنی انگلستان کے شاعر اور اسکاٹلینڈ کے نکتہ چین) ہے اور اسکے ذریعہ سے خوب دل کی بھڑاس نکالی۔ اس حالت درد دل مین اوسکو ایک صدمہ اور پہونچا یعنی اوسکی معشوقہ مس شاروتھ نے دوسرے شخص سے شادی کرلی۔ ان باتون نے اوسکی صحت پر خراب اثر ڈالا اور وسنے تکرونا سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنے دوست جان کام ہابہ ہوز کے ساتھ براعظم یورپ کا سفر اختیار کیا۔ اس سفر سے دو برس کے بعد واپس ہوکر اوسنے ایک نظم چیلڈ ہیرلڈز پلگریمیج شائع کی اور اوسکے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے چند نظمین اور مشتہر کین جنہون نے اقلیم شاعری کو مسخر کرکے ہمارے شاعر کو شہرت کا تاج پہنا دیا۔ مگر زمانہ کے مکروہات اور علایق کی پیچیدگیون نے اوسکو اکثر وطن سے دور رہنے پر مجبور رکھا اور آخر صحت کی خرابی نے ۳۶ برس کی عمر مین دنیا کو اوس سے خالی کردیا۔ ذیل کی نظم اوسکے خیالات کا ایک مختصر سا نمونہ ہے۔

دل اندوہگین

وہ دل پھنسا ہو جو بیہودہ حسرت و غم مین
گھرا ہو چار طرف سے جو حصن آتش مین
اور اوس آفت سے پریشان ہوکے چکر کھائے
جب اس تپش کی کسیطرح تاب لا نہ سکے
جنون کے جوش مین کچھ اور اوس کا بن نہ پڑے

مثال اوسکی بعینہ ہے ایسے عقرب کی
کسی طرف سے نہو راہ مخلصی ملتی
کہ جس سے اور بہو نزدیک آگ بھڑکی
تو مشتعل ہو بہت آتش غضب اوسکی
چلے وہ ڈنک ہمیشہ جو اوسکی عادت تھی

وہ نقش دیتا تھا زندگی کو جس سے دائم	خدا نہ کرنا کہ تو دشمن ہو وار جس کا کبھی
خود اپنے سر پہ اوسی نقش سے لگائی زخم	کر دینگے جان ہی پاسے عذاب سے چھٹی
اسی طرح سے ہیں دیکھو وہ تیر ڈرا بھی جان	لگے گی سینے آگ جنہیں چار سمت سے غم کی

نہ دین ہی کے وہ رہتے ہیں اور نہ دنیا کے
یہی حال ہے اونکا ہو جنہیں غم عادی

اسکاٹ

سر والٹر اسکاٹ یہ جادو نگار ناول نویس اور مشہور شاعر سنہ ۱۷۷۱ء میں بمقام ایڈنبرگ پیدا ہوا۔ اوسنے اپنے ابتدائی عمر کے بیشتر حصہ کو ایسے مشاغل میں صرف کیا علمی مشاغل میں قانون کی جانب اوسکی طبیعت کو خاص میلان تھا۔ اوسی کی کتابوں میں اکثر سفرنامے۔ قدیم ڈرامے اور قصص کی کتابوں کا اکثر مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اسکاٹ لینڈ کی قدیم شاعری سے شغف کہ جو اکثر رسید ہو کر آتی اوسکی طبیعت کو بھی اسطرف میلان ہوا اور اوسنے منسٹرلسی آف دی اسکاٹش بارڈر کو تصنیف کیا۔ اوس کے بعد "لے آف دی لاسٹ منسٹرل" "لیڈی آف دی لیک" "مارمین" اور "راکبی" اوسکی مصنفات سے شائع ہوئیں لیکن اوسکی شاعری کو ابھی پورا عروج نہیں ہونے پایا تھا کہ لارڈ بائرن کی شہرت نے اوسپر پردہ ڈالدیا۔ مگر جب سے اوسنے ناول نگاری کے میدان میں قدم رکھا ہے کوئی اوسکے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکا۔

انگریزی دان دنیا میں کون ایسا ہے جس نے اوس کے ناولوں کو نہ پڑھا ہوگا

یا اونکے طرز بیان کا اشتیاق پیدا کرتا ہوگا۔ سامیول مانٹر لکھتے ہین کہ مسز اسکاٹ کے ناولون مین اسکی گنجایش ہی نہین ہے کہ اون پر کچھ نکتہ چینی کیجاسکے۔ ڈیڑھ سو برس کے قریب ہونے کو آئے ہین لیکن اب تک لوگ اوسکی عبارتون کو زبانی یاد کیا کرتے ہین۔ ذرہ ذرہ سی چیز کو احتیاط کی نگاہ سے دیکھنا۔ چھوٹی چھوٹی باتون پر غایر نظر ڈالنا۔ تحریر کو تصویر بنا دینا اور دماغ سے کیمرا کا کام لینا اسی جادو نگار کا حصہ تھا۔ افسوس ہے کہ اوسکے ناولون کو اردو مین ترجمہ کرنے کی طرف بہت یا شاید مطلق توجہ نہین کی گئی ہے ورنہ اردو کے خزانہ مین ایک قابل قدر سرمایہ مہیا ہوجاتا۔ البتہ ایک لایق مترجم نے لیڈی آف دی لیک کا نثر ترجمہ ناول کے پیرایہ مین کیپا جیل کی شاہزادی کے نام سے کیا ہے۔ ذیل کے اشعار اوسی کے افکار آبدار کا نمونہ ہین۔

بچہ کی پیدایش کا گیت

اے محنت و راحت و بیم و رجا اے شادی و بخشش و رنج و عنا	اے عمر انسان کے رشتو سب ملکر بل پر بل کستا ہو
بچہ کوئی پیدا ہوتا ہے جب شادی کی شہنائی کو دھن کرین تب	اور سہنے پھلواری بٹتا جاتا آتی ہین نظر شکلین کیا کیا
یعنی وہ ترنگ و امنگ سے ترقی ہین ناچتے تب بالا سے ذوق	عشرت کا نشہ ہے جو پہلے سو رنگ کے وسواس اور شبہہ
ہوتی ہے انکو بہوتی حیرانی	وہ چکر سے ہے اس پر سے گھر

اے یاس و امید و پشیمانی
ہان جلد کھسک کر چل جاؤ

روح کی رخصت کا گیت

کیون ہوکر خستہ و ناکارہ
ہے قالب سے اب جلد جدا
ہے جھگڑون کی تو اب جھگڑا سے
ناحق ہی آنسو زمین پر ٹپکتے

گلزار تجسس کے گل چن
ہے نخل عمل سے بے برگ و ثمر
دامن تار دلشے جلد جھڑا
زیر دامان شفاعت آ

ملتا ہے مرگ سا حسن امان
آیا ہے تجھے خواب گران
طوفان تلاطم کا کیا ڈر
تا حشر اب چین سے سویا کر

جلدی کر چلنے کی جلدی
اب ہاسے اور واسے نہ گراتی
یہ وقت گذر جائے نہ کہین
شب آخر ہے اور صبح قرین

شیکسپیر

سلطان الشعرا ولیم شیکسپیر قدیم قصبہ واروک شیر مین ۱۵۶۴ء مین پیدا ہوا۔ جہان اوسکا باپ پادری اور زمیندار تھا۔

جہان تک سنی سنائی باتون سے معلوم ہوتا ہے اوسکی ولادت گرین ہل اسٹریٹ مین ہوئی تھی چنانچہ اوسکی پیدایش کا خاص کمرہ بھی ابتک محفوظ اور غالبا اسٹراٹفورڈ مین سب سے زیادہ قدیم مکان ہے جسکے دیکھنے کے لئے شیکسپیر

سکے نام کے جاننے والے ہر زمانہ مین اور دور دور تک آسکے رستے پہنچا -

۱۵۷۱ء مین ولیم شکسپیر گرامر اسکول مین داخل ہوا - اسوقت اوس کا باپ جان شکسپیر میر شہر تھا اور لوگ اوسکی عزت کرتے تھے - اوس کے ابتدائی حالات کی نسبت کوئی بات یقین کے ساتھ نہین کہی جاسکتی لیکن یہ امر یقینی ہے کہ باپ کے گھر مین اوسکو اتنا اطمینان ضرور حاصل تھا کہ وہ اپنی علمی قابلیتون کی تکمیل کرسکتا - ورنہ جیسا برس کی عمر کے بعد جن علائق مین اوسکو پہنسنا پڑا اونمین اسکا موقعہ ہرگز نہین مل سکتا تھا کہ وہ کتب بینی کی جانب اپنی توجہ کو مبذول کرے - کیونکہ اٹھارہ برس کی عمر مین اوسکی شادی ہوگئی اور خانہ داری کا بار گران اوسکی گردن پر پڑگیا - اگرچہ جان شکسپیر بیٹے کی شادی کے وقت اپنے گھر سے خوش و خرم تھا تاہم اوسکی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ بیٹے کے ساتھ بہو اور پوتا پوتی کا بار بھی اوٹھا سکے - غرضکہ صاحب اولاد ہوجانے کے بعد شکسپیر اسپر مجبور ہوا کہ دار السلطنت یعنی لندن مین جاکر کچھ کمانے کی فکر کرے -

اوسکے لندن جانے کے متعلق ایک اور نقل مشہور ہے کہ وہ بدبختی سے چند بدمعاشون کی صحبت مین پڑکر محفوظ رمنون مین چوری سے ہرن کا شکار کھیلنے لگا تھا چنانچہ اسی الزام مین سر ٹامس لوسی آف چارلی کوٹ نے اوسپر دعوی کیا جسکے عوض مین شکسپیر نے اوسکی ہجو لکھی جو اوسکی شاعری کا نقش اول کہی جاتی ہے مگر اسوقت جج نے اوسپر ایک جرم ازالہ حیثیت کا اور عاید کردیا اور سر ٹامس نے سختی کے راستہ اوسکی مخالفت شروع کی جسکی وجہ سے مجبوراً اوسکو بھاگ کر لندن مین پناہ لینا پڑا -

بہرکیف مسٹر کولیر کے بیان سے یہ پایا جاتا ہے کہ سنہ ۱۵۸۹ء مین جب شکسپیر کی عمر ۲۵ برس کی تہی وہ لندن کے بلاک فریز تہیٹر اور اوسکے بعد گلوب تہیٹر مین حصہ دار کے طور پر شریک تہا۔ اور اب سوسیٹی مین اوس کا ایک درجہ قایم ہو گیا تہا اور آمدنی بہی معقول ہو چلی تہی۔

سولوین صدی کے اخیر مین جب ہم پہر شکسپیر کو دیکہتے ہین تو اوسکو دولتمند آدمی اور اسٹراٹ فورڈ کے سبسے عالیشان محل کا مالک پاتے ہین۔ اب اوسنے ایکٹری کے پیشہ کو ترک کر دیا تہا لیکن اوسکے حصہ ان دونون تہیٹرون مین بدستور قایم تہے۔

شکسپیر کی شاعری کی نسبت رائے قایم کرنا ہمارا کام نہین ہے۔ اوسکو اگر انگلستان کا فردوسی کہا جاے تو ایک حد تک یہ مثال ناموزون نہوگی۔ انسانی فطرت کے ہر پہلو پر جس خوبی کے ساتہ اس شخص نے نظر ڈالی ہے شاید کوئی دوسری نظیر اوسکی ہمدست ہو سکے۔ وہ شاعری جسکو فلسفہ کہا گیا ہے اوسکی ٹہیک ٹہیک مثال اگر دیکہنی ہو تو شکسپیر کے کلام مین مل سکتی ہے۔ زمانہ نے اوسکو اقلیم سخن کا شاہنشاہ تسلیم کیا ہے۔ اوسنے سنہ ۱۶۱۶ء مین اس دنیا سے سفر آخرت اختیار کیا اور اس عرصہ مدت مین زمانہ نے کیا کچہ پلٹے نہین کہاے۔ انگریزی زبان کا پایہ زمین سے آسمان تک پہونچ گیا۔ مگر دوسرا شکسپیر نہ پیدا ہونا تہا نہ پیدا ہوا۔ ہندوستان بہی اوسکے نام سے ناآشنا نہین ہے اسلئے مجہے شرم آتی ہے کہ اوس کے اشعار کے ترجمہ کے نام سے اس ہفوات کو منسوب کرون جسمین اون خوبیون کی جہلک بہی نہین پائی جاتی جنسے

اس شاعر کا اصل کلام بہت بڑا ہے۔ لیکن چونکہ میرا مقصد صرف اردو خوان پبلک کو مغربی خیالات اور طرز بیان سے آگاہ کرنا ہے اسلئے مجھے اپنے معزز ناظرین سے معافی کی پوری پوری امید ہے۔

نغمہ کی تاثیر

یہ فرش چادر مہتاب کا لب دریا — ہے کیسا روح فزا واہ واہ صل علی

چمن پہ بیٹھین گے آؤ جگہ بہار کی ہے — صدائے نغمہ بہت دلکش آبشار کی ہے

یہ عافیت کا محل اور یہ سہانی رات — یہی تو نغمۂ شیرین کے خاص ہین اوقات

جھپکا پیاری جھپکا ہین تھمو دم بھر انجم — کرو تو سقف زبرجدیہ آسمان کی نظر

یہ دیکھو کیسے طلائی سجے ہین نقش و نگار — نگاہ حسن پہ جسکی ٹھہرنی ہے دشوار

مگر ہے انمین سے چھوٹے سی چھوٹا بھی جو کرہ — زبان حال سے اپنی ہے وہ بھی نغمہ سرا

بندھا نظام فلک ہے کشش کے تارونسے — لگاتی ہے دم گردش صدا ستارونسے

فرشتے اونکی خوش الحانیون کو سنتے ہین — ہین عین روح گل نغمہ جب تو چنتے ہین

غذائے روح ہے نغمہ جو وا ہو مسمع دل — مگر یہ جامۂ خاکی ہے پردہ حائل

جو ہم ترانۂ دلکش سے خوش نہین ہوتے — تو گوش دل ہین لگے اور ہی کہین ہوتے

وگرنہ غور سے دیکھو وہ وحشت کے وحشی — ملی ہے جنکو خدا کی طرف سے آزادی

بچھیرے وہ نہین عادی ابھی جو خدمت کے — طرارے بھرتے ہوئے ہنہناتی ہین پھرتے

عیان ہے چہرونسے آزادیون کی کیفیت — ہے جوش خون کی ابھی اونکی فطرتی حالت

مگر ہے ایسی موثر صدائے نغمہ و ساز — کہین سے کان مین آجائے اونکے گر آواز

تو ہو ولکرو کلیا ہون ٹھہری جائینگے ۔ بغور کان اوسکی آواز پر لگائینگے
تہا وحشیانہ جو پہلے جنون لگا ہونسے ۔ اب اوسکے بدلے عیان ہی سکون لگا ہونے
مبالغہ شعرا نے جبھی تو ہے یہ کیا ۔ کہ عرفیوسٹس(۱) کو یہ اختیار حاصل تہا
کہ اوسکے تابع فرمان تہے سنگ اور شجر ۔ وہ اپنی سمت اونہین کہینچ لیتا تہا گا کر
غرض جہان مین جاندار کون ایسا ہے ۔ نہ جسپہ اپنا اثر ڈالتی ہو راگ کی لے
ہو لاکہ تند مزاج اور ہزار سنگین دل ۔ محال ہے کہ نہ ہو نغمہ سے خوشی حاصل
مگر وہ شخص جسے موسیقی سے ہو نفرت ۔ صدا سے خوب پہ دل کو نہ جسکے ہو رغبت
ہے ایک تیرہ درون جسکے دلمین نور نہین ۔ وغا و مکر و فریب اوس سے کوئی دور نہین
دل اوسکا قعر اریبس* سے کم نہین ہے سیاہ ۔ کہ اوسکی طبع کی ملنی بہت محال ہے تہاہ

ظاہرداری

دوست کی ہو دوستی یا یار کی ہون یاریان ۔ ٹٹیان دہوکے کی ہین دنیا کی ظاہرداریان
ہے اگر قانون گو کیسا ہی اوسمین عیب ہو ۔ ڈہانپ لیتی ہین متقنن کی اوسے طراریان
ہے جو مذہب گو ریا کے لاکہ پہلو اوسمین ہون ۔ پردہ دار اوسکی ہین پر زاہد کی خوش کرداریان
ملکے غازہ پہ حدیث و آیت و تفسیر کا ۔ سب چہپا دیتا ہے اوسکے چہرہ کی بیماریان

عیب اس دنیا مین کوئی بیحجاب ایسا نہین

(۱) عرفیوسس - یونان کا ایک فرضی شاعر تہا جس کا کمال یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سنگ و شجر کو اپنے راگ اور اشعار سے کہینچ لیتا تہا اور بہتے پانی کو روک دیتا تہا ۱۲

* یونانی میتہولوجی مین اوس عالم تاریک سے مراد ہے جہان مرنیکے بعد روحین رہتی ہین ۱۲

جسکی شکل ظاہری سے نیکیان پیدا نہین

سیکڑون دنیا مین ایسے بھی نامرد ہین
پست ہو جاتے ہین انپر گر کوئی ڈالے دباؤ
جبر کر دل اور جگر انکے اگر دیکھے کوئی
بزم مین بل ابرو پہ جیسے شکل ہو مریخ کی

آتش غیرت سے جنکو مس نہین دل سرد ہین
چھپے اور بودے مثل تودہ ہاے گرد ہین
جای خون سے ہے بلغم و صفرا سفید و زرد ہین
داڑھیو نسے ہی عیان رستم کے ہم ناورد ہین

عورتو نسے بھی ہین بدتر نام سے یہ سوردان
بنتے ہین روباہ ضیغم اژدہا کر بر بیان

حسن ہی کو غور سے دیکھو تو کس جا ئیگا حال
حسن جو کرتا ہے جادو آدمی کے قلب پر
کرتے رہتے ہین ہوا کی ساتھ جو بازیگری
آج جتنا چاہو انکو تم سنوارو اور بناؤ

اسکے بازار مین تل تل کر بکتا ہے جو مال
کیجئے جتنا تصنع اوسکا ہے نقص کمال
ہین رہان جان کے لمبے لمبے گھونگروالے بال
خاک مین ملجائینگے اکدن ! یہ ہونا ہے مآل

سب حسنِ ظاہری دنیا کا عبرتناک ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا ایک ہے

چاہے ضد کیجئے اور چاہے ہٹ کیجئے
ہے تصنع وہ سمندر جسمین پنہان ہین پہاڑ
ہے گمانِ حور جسپر آپ کو زیر نقاب
کوئی مانے یا نہ مانے پر کہے جائینگے ہم

عیب بڑہتا جائیگا جتنی بناوٹ کیجئے
اپنی کشتی ڈالکر کیون اسمین تلپٹ کیجئے
دیو آئیگا نظر گر دور گھونگھٹ کیجئے
بات کو ہر ایک کی باور نہ چٹ پٹ کیجئے

جھوٹ ہے وہ سچ جسکو کرتے ہین دکھانیکے لئے
بس یہی ہے ہر عاقل کو دیوانہ بنانے کے لئے

زندگی کا تھیٹر

دنیا تماشہ گاہ ہے انسان تماشہ گر — کرتا ہے سات کھیل یہان آ کے ہر بشر
اوٹھتا ہے پہلا پردہ تو دایہ کی گود مین — اک طفل شیرخوار ہے آتا ہین نظر
روتا ہے جو کبھی کبھی ہنستا ہے خود بخود — ہے رنگ فطرت اوسکی اداؤنسے جلوہ گر
آتا ہے پھر کے طفل دبستان کا روپ بھر — بستہ بغل مین رخ پہ چمک اور دل مین شر
جاتا ہے مدرسہ کو مگر رینگتا ہوا — مصداق ہے جو قول "پرندش" کا سربسر
پھر دیکھئے تو آئیگا عاشق کے بھیس مین — آہین لبون پہ ہاتھونسے تھامے ہوئے جگر
دلمین کوئی خیال نہین جز خیال یار — اشعار سوز و درد کے ہر دم زبان پر
پھر اوچھی بنا ہوا ڈاڑہی چڑھی ہوئی — لڑنے کو شیر سے ہے مہیا کسے کمر
ابرو پہ بل نظر غضب آلود دلمین جوش — آمادہ جھیڑ کرنے کو ہے بات بات پر
سر مین ہوا بھری ہوئی نام و نمود کی — تیار منہ مین توپ کے گھسنے کو بےخطر
پھر اسکے بعد آپ عدالت پناہ مین — وہ توند اور وہ جبہ و عمامہ و کمر
ڈاڑہی نکیلی اور ہین مونچھین جھکی ہوئی — آنکھونمین نور معدلت و تفضل جلوہ گر
پردہ چھٹا جب اوٹھتا ہی ہولی ہے تب پلپلا — ڈھیلا لباس آنکھون پہ عینک جھکی کمر
بھرا ہین نوجوانی کی ان سوکھی ٹانگون کو — ہین وسعت جہان سے بھی گویا فراخ تر
مردانہ وہ صدا جو ہلاتی تھی دل کبھی — رکھتی ہے آج گریہ اطفال کا اثر
وہ کھیل جسکے بعد گرے گا ڈراپ سین (آخری پردہ) — وہ کھیل جسکے بعد ہے پھر قصہ مختصر
عہد طفولیت کا وہ ہوتا ہے یادگار — جسمین دوبارہ ہوتا ہے بے بال و پر بشر

تصویر ہے بے ثباتی دنیا کی ہے وہ کیل — بے اختیار ہوتا ہے دل جسکو دیکھہ کر

دندان وگوش وچشم ہی جب ساتھہ چھوڑدین
پھر خاک غیر مرگ تمنا کرے بشر

ذیل کے اشعار ایک جرمنی نظم کے انگریزی ترجمہ کا ترجمہ ہین مگر افسوس ہے کہ مترجم اور مصنف دونون کا حال معلوم نہوسکا۔

صلای عام

کروڑون بندۂ محنت جہانمین کرتے ہین کام — محال ہے کوئی دے اُنکو واجبی انعام
جہاز ران ہے کوئی اور کوئی ہے غواص — کوئی ہے کان مین کہلے کی مورد آلام
پسینہ ایک بہاتا ہے کشت زار مین — شکار کے لیے کہو یا ہے ایک نے آرام

بہا وضہ انہین دے بہی تو کوئی کیا دیگا
کرودے گا زر نہ مگر روح کو غذا دیگا

ہین سامنے جو تمہارے یہ قصر ہا بلند — ہے مشکلون سے بہو بختی جہان نظر کی کمند
کرو جو غور سے بنیاد پر تم ان کی خیال — زمین کے پردۂ تاریک کے تلے جو ہین بند
نہ لیتین کام جو یہ مستقل مزاجی سے — اور اسطرح سے نہوتین جو خاک کی پیوند

تو کب یہ اوج تمہارے مکان دکہلاتے
کہانسے تم یہ امارت کی شان دکہلاتے

نہ کارخانون مین محنت کرین اگر مزدور — کہان سے پائین گے سامان زیب قصور
نہ ہل چلائے اگر کاشتکار کہیتون مین — قلم یہ معنی رنگین نہ کر سکے مسطور

معاون ایک کا جب ہے ضروریات مین ایک
کسیطرح کی ہو محنت ہی عزت اوسکی ضرور

ہر ایک پیشہ کی وقعت کی چاہیے صد ایک
کہ گو ہون کام جدا پر ہے سب کا مقصد ایک

فلک سے گرتی ہے جسدم شعاع مہر مبین
اوسی کو کرتی ہے روشن وہ مانگی جو زمین
سحر کے نور سے سب فائدہ اوٹھاتے ہین
کچھ اسکے واسطے نیک اور بد کی قید نہین
اسیطرح سے ہی لازم کہ نشر علم ہو عام
ہون فیضیاب برابر ولی کمین و مہین

خرد کے نور سے یون بہر دو قلب انسان کو
کہ آب صاف بہرے جسطرح سے عمان کو

وہ شخص کام ہے مٹی کا کھودنا جسکا
ضرور کب ہے کہ دل بھی ہو اوسکا آلودہ
اندہیری کان مین کوئلے کی کام کرتا ہی جو
نہین یہ شرط کہ باطن کا بھی ہو وہ اندہا
کیا گیا ہے دیانت کے ساتھ گر کوئی کام
تو نور عقل کا اوسمین ضرور ہے جلوہ

بہت سی چیزین ہین ایسی جو ہین حقیر ضرور
پہ نور مہر سے ہوتی ہین مستنیر ضرور

زمانہ وہ ہے کہ خیاط و کفش دوز آکر
اوٹھا ہین فخر و مباہات سے اب اپنا سر
کہین کہ تجھسے سوا مستحق قدر ہین ہم
حیات پائے دوبارہ اگرچہ اسکندر
زمین پہ تو نے بہائے ہین خون کے دریا
نتیجہ جسکا نہ تہا کچھ سوائے فتنہ و شر

کسیکو بھی انہی تیغ و در فشن نے بخشا
وہ فائدہ جو ہر ایک کفش سے تے بخشا

ہم لوگ کرتے ہین اکثر یہ تمنا کہ کسب کمال
ہے اونکے دل کا مسکن اگرچہ انکا یہ خیال

ہمارے بعد کرینگے ہماری جو تقلید — بنینگے بدر وہ اگر وہ ہون اگرچہ ہلال
یہی خیال ہے محنت کا جو محرک ہے — اسی خیال سے جاتا ہے دل کا اضمحلال

خدا کرے کہ ہر انسان کو یہ خیال ملے
ہر ایک قلب کو نور مہ کمال ملے

وہ لوگ خامہ گہر فشان ہے جنکے پاس — وہ لوگ کرتے ہین محکم جو عقل و دین کی اساس
وہ لوگ بحر معانی کے جو شناور ہین — وہ لوگ جنکی زبانین ہین کشت جہل کو داس
پھٹکنے دیتا نہ کبھی دل مین ناامیدی کو — جو کام کرتے ہین کرتے ہین وہ بلا وسواس

رہے نہ فرق من و تو وہ دن بھی آئے گا
کبھی تو نور خرد جہل کو مٹائے گا

حامداً و مصلیاً

کو یہ نہیں معلوم کہ تو کون ہے کیا ہے
پر دل کے نگینہ پہ ترا نام کھدا ہے

تو وہ ہے کہ خالق نہیں جز تیرے کوئی اور
تو وہ ہے کہ رازق کوئی کب تیرے سوا ہے

تو سلسلۂ علت و معلول کی جڑ ہے
تو رابطۂ جسم و ہیولیٰ کی بنا ہے

کچھ غم نہیں مانے کہ نہ مانے تجھے کوئی
سب نے تیری قدرت کو مگر مان لیا ہے

اللہ جو رکھا ہے الٰہی نے ترا نام
دہری نے تجھے دہر سے تعبیر کیا ہے

تھوڑا سا مگر فرق ہے ہر اک کی سمجھ میں
یاں جہل پہ اصرار وہاں اقرار خطا ہے

اسلام نے اوہام پرستی کو مٹایا
بے شبہ شرف تو نے ہی یہ اسکو دیا ہے

تو نے ہی بنایا ہمیں اسلام کا پیرو
پھر وعدۂ بخشش ہمیں تو نے ہی دیا ہے

کر عفو خیالات میں ہو گر کوئی لغزش
ضامن بھی تو اک بندۂ ناچیز ترا ہے

گلاب کا پھول

خزاں کے جور سے گلشن پڑا تھا سب پامال
فراق گل سے بہت عندلیب تھی بیحال

بہار آئی ہوا فضل ایزد متعال
صبا نے لا کے دیا مژدۂ پیام وصال

ہر ایک سمت ہوا عطر بار آنے لگی
پڑی تھی خشک جو کھیتی وہ لہلہانے لگی
زمین باغ نئے پھول پھر کھلانے لگی
عروس دہر کا چہرہ ہے پھر خوشی سے لال

ادھر کو خواب میں سبزہ ہے سب بیگانہ
ادھر کو سرو کھڑا جھومتا ہے مستانہ
ادھر ہے ہاتھ میں لالہ کے گل کا پیمانہ
ادھر ہے شاہد گل کا وہ دلفریب جمال

وہ پھول جس سے چمن رشک باغ جنت ہے
وہ پھول عارض خوبان سے جسکو نسبت ہے
وہ پھول عاشقوں کو جس پہ خاص رغبت ہے
وہ پھول دل سے مٹاتا ہے ہجر کا جو ملال

مشام جان کو بناتی ہے تازہ اسکی بو
جدائی اسکی رلاتی ہے بلبلوں کو لہو
نہ کیوں ہو سرد کہ معشوقوں کی ہے یہی خو
انہیں کسطرح سے نازک مزاج ہے یہ کمال

عبث ہے زخم جگر کی کہیں جو اسکو شبیہ
غلط ہے ساغر صہبا سے دیں اگر تشبیہ
ذرا بھی غور کریں گر تو امر ہے یہ بدیہہ
کہ سیر باغ کو آیا ہے نو بہار کا لال

خدا کی شان سے ہے یا یہ گلاب ہے پھولا
بنا ہے معدن یاقوت یاں ہی جو تختا
ہر اک روش پہ عنادل کا چہچہے کرنا

یہ کہہ رہا ہے کہ برپا ہے کوئی مجلس فال

ہوا سے ہلتی ہے ایک اک ہری بھری ڈال
کہ جیسے سبز پری جھومتی ہو متوالی

وہ سبز پتون پہ شبنم وہ پھولون کی لالی
زمرد و گہر و مال ہین یہان کیا مال

وہ بلبلون کی ہر اک شاخ پر نوا سنجی
کہ جسکے آگے بد آہنگ ساز افرنجی

نہ کیون کہ یورو گلچین مین ہو شکر رنجی
غضب ہے لوٹ مین جای اگر کسیکا مال

تھا محو سیر چمن دیکھتا ہین یہ حالت
ترانہ سنجی بلبل گلون کی کیفیت

ہر ایک چیز نظر مین تھی مظہر قدرت
دل اس نظارہ جان بخش سے بہت تھا بحال

کہ ناگہان کسی شاعر کا وان گذار ہوا
وہ گل کے حسن دل افروز سے دوچار ہوا

جگر مین تیر الم جسکے دل کے پار ہوا
کسیکے چہرہ رنگین کا آگیا جو خیال

کمال شوق سے اوسنے یہ پھول توڑ لیا
کبھی تو انکھو نمبہ رکھا اوسے کبھی سونگھا

لگایا سینہ سے پھر سونگھا اور مل ڈالا
شکستہ کے خاکپہ آخر کو کر دیا پامال

یہ دیکھکر مجھے پیدا ہوا اک استعجاب
بڑھا مین اوسکی طرف لا سکا نہ ضبط کی تاب

سبب جو پوچھا دیا مسکرا کے اوسنے جواب
کہ آپ کو نہین معلوم ابھی زمانہ کا حال

زمانہ ہوتا ہے ظاہر پرست دنیا مین ۔ ہر ایک مرتا ہے اوس پر جہان ہو کوئی حسین
بلا ہے جان سے بہتر مگر یہ مہربان جو حسین نہین
یہ غور دیکھے اگر کوئی عاشقون کا مآل

سدا گذرتی ہے یان بلبلون کو سر دھنتے ۔ پہ گوش گل ہین کہ مطلق بھی کچھ نہین سنتے
سدا وہ آتش فرقت سے رہتے ہین بھنتے
پہ کیا مجال کہ انکو ہو اک ذرا بھی خیال

خبر نہین مگر اسکی کہ چار دن سے بہار ۔ خزان کل آسکے شادی سبکو گل ہون کہ خار
سوا خدا کے کسیکو نہین ثبات و قرار
ہر اک روش پہ ہی پھیلا ہوا قضا کا جال

عبث ہی بار الم سر پہ کیون اوٹھائے کوئی ۔ نہ اچھی شکل پہ ہرگز کسیکی جائے کوئی
ضرور ہے جو حسینون سے دل لگائے کوئی
تو حسن طبع کو لے پہلے جانچ اور پرتال

یہ مجھسے کہکے وہ کچھ سوچتا روانہ ہوا ۔ پر اوسکا قول مرے حق مین تازیانہ ہوا
کہ ترک حسن پرستی کو اک بہانہ ہوا
نہ اب فراق کا غم دلکو ہے نہ ذوق وصال

خدا جو گوش نصیحت نیوش دے ضامن ۔ تو راہ راست سے انسان کیون پھرے خائن
یہ انقلاب طبیعت ہے ورنہ اے ضامن
وہی ہین دن وہی ہین راتین اور وہی مہ و سال

باغ آرزو

خواب تھا یا خیال کیا جانے / کیسے ہیں وان گیا خدا جانے
باغ تھا ایک رشک باغ جنان / دل کو دیتا تھا جو سراغ جنان
نزہت آگین تھا کچھ عجب وہ باغ / گل نہیں جنہیں جا کے دلکے داغ
سنگ مرمر کی چار دیواری / تھی جواہر کی جس پہ گلکاری
ایک پھاٹک بڑا سا تھا سر راہ / سب کے اوپر لکھی تھی بسم اللہ
اوسکے نیچے طلائی حرفون مین تھے / خیر مقدم کے جا بجا طغرے
در تھا وا چشم منتظر کی طرح / تھی سڑک رہنما خضر کی طرح
بیدہڑک مین چلا گیا اندر / مظہر شان حق تھا وہ منظر
دل کو فرحت نسیم نے بخشی / جان گل کی شمیم نے بخشی
ٹھنڈے پانی کی ہر طرف نہرین / موج انفاس حور تھین لہرین
حسن و خوبی مین فرد سارے نہال / قامت حور سے جنہین تھی مثال
اونکے طوبی کو کیون سوا جانین / جو نہ دیکھا ہو اوسکو کیا جانین
نخلبند ازل کی تھی صنعت / پتا پتا تھا نسخہ قدرت
جنکے ہلنے سے آتی تھی یہ صدا / ثمر آرزو ہے یان ملتا
یہ سمان دیکھتا ہوا مین بڑھا / سامنے اک چمن نظر آیا
اس چمن کا تھا ڈہنگ ہی کچھ اور / یان کے پھولونکا رنگ بھی کچھ اور
گل یہ دیکھے کسی نے اور نہ سنے / بلبل جان نکیون سر اپنا دہنے

اونمین تهی کچهه عجیب دلچسپی
دیکهکر جنکو جی بهرے نه کبهی

اونکا رنگ اونکا روپ سب سے جدا
جنپه جنت کے پهول بهی هون فدا

کوئی شے ذهن مین نهین آتی
جسنے تشبیه اونکو دیجاتی

بیمثالی کی ہے مثال کهان
اس قدر وسعت خیال کهان

تهین رگین یا که اون مین تهی تسطیر
سر قدرت کی سربسر تفسیر

هر اک اپنی طرف بلاتا تها
جلوه دکهلا کے هوش اوڑاتا تها

توڑیئے کسکو سب هین لاثانی
تهی یهی میرے دلکو حیرانی

جی مین تها بسکه شوق گلچینی
تهی کهان فکر عاقبت بینی

الغرض مجهسے جب رها نه گیا
اپنا دست هوس دراز کیا

تا بدامان گل نه پهونچا تها
خار حسرت نے هاته چهید دیا

بلبل عقل کی صدا آئی
هم نه کهتے تهے کیون سزا پائی

دیکهه لے باغ آرزو ہے یهی
تجهکو تهی جسکی جستجو ہے یهی

خوشنما هین اگرچه یه گل تر
هاته آتے نهین کسیکو مگر

انکے پیچهے نه وقت کهو اپنا
دشمن مدعا نهو اپنا

مثل عنقا ہے طایر امید
ہے مقدر مغایر امید

موج بحر هوس ہے موج سراب
عالم آرزو ہے عالم خواب

ٹیکنیکل ایجوکیشن یعنی تعلیم صنعت و حرفت پر ایک نظم لکچر

شب نظر آیا مجھے خواب مین اک مہ جمال — تھا عیان چہرۂ روشن سے کہ تھا کمھلایا
گل سے رخسار تھے آلودۂ خاک حسرت — چاند سے چہرہ پہ بکھرے ہوئے تھے سر کے بال
رشک شمشاد کو جس قد پہ وہ بالائے سہی — بار سے رنج و الم کے تھا جھکا مثل ہلال
بادۂ ناز سے جو مست سدا رہتی تھی — تھی وہی نرگس مخمور پر از اشک ملال
زرد سے تھی وہی لب آج حیا سے سفید — برگ گل کے لئے تھا خار الم جسکا خیال
آکے بیٹھا مرے بالین پہ بصد رنج و تعب — سینے پہ حال جو دیکھا تو ہوا سخت ملال
دیکھکر اوسکو لگا پھٹنے دل آپ ہی آپ — چھا گیا قلب حزین پر مرے اک ابر ملال
کف افسوس کو ملتا رہا مین پہلے تو — بعد کچھ دیر کے اوس ماہ کی پرسش حال
آپ کا نام ہے کیا لائے کہان سے تشریف — اور یہ کیا حال ہے فرمائیے اے نیک خصال
دیکھکر منہ کو مرے اوسنے بصد حسرت و یاس — یون کہا آہ نہین تجھکو اب میرا خیال
مین ہون امید تری بھول گیا کیسا مجکو — دھیان رکھنا تھا مرا کیسے ہی ہوتے اشغال
نہین لازم تھی تجھے زود فراموشی یہ — کچھ بھی پیش آتا مگر چاہئے تھی شرکت حال
نام یہ سنکے لگا دل پہ مرے تیر الم — بھر کے اشک آنکھو مین پوچھا کہ ہوا کیا ترا حال
بولی ہان درد برا ہوتا ہے محرومی کا — کر دیا دیکھ ابھی ہر دو نے میرا یہ حال
نام سے جسکے فنا ہوتی تھی روح حسرت — ہو گئی ہائے اوسی امید کو اب زیست وبال

حیف صد حیف نہیں کوئی بھی پرسان ہنر
وائی افسوس کہ دنیا مین نہین قدر کمال

کیا اگر تو نے ریاضی مین ریاضت بھی کی
کیا اگر ہندسہ مین کوئی نہین تیری مثال

کیا جو اشکال کو سمجھا بھی تو اقلیدس کی
اُن کی مشکل کے دعوی مین ہو جب سخت اشکال

بات بھی پوچھنے والا نہین جب کوئی ترا
پڑھ کے منطق کو تو بیہودہ نتیجے نہ نکال

فائدہ اس تری جغرافیہ دانی سے جب
بیٹھنے کے لیے اک گوشہ کا ملنا ہو محال

تو تو گمنام ہے کیا تجھکو ملا یہ بتلا
پڑھ کے تاریخ پڑھایا بھی اگر علم رجال

ہمنے مانا کہ نہین شعر مین تیرا مانند
ہمنے مانا کہ فن نظم ہے تجھکو کمال

یہ بھی مانا کہ یہ ہین قدر کے لائق باتین
قدر دان کا ہے زمانہ مین پر ان روزون کال

جب یہ حالت ہو زمانہ کی تو پھر تو ہی بتا
کس طرح سے ہو انسان کے لیے زیست وبال

سنکے یہ مینے کہا اس سے کہ اے نیک شعور
کبھی ممکن بھی ہے اس درد کا درمان کہ محال

یہی باتین نہین کہ دی پیر خرد نے آواز
دھیان ہے تیرا کہ ہے اور ہی کہان تیرا خیال

اسکی باتون مین تو چاہیے امید نہ ہو ہو جسم
ایکدن قعر مذلت مین یہ دیگی تجھے ڈال

نام کو تھوڑی سی شد بد تجھے گر آ بھی گئی
ارے غافل اسی عاقل نہین کچھ ہین کمال

یہ تو کیا بی اے ہوا ایم اے ہو بھی اگر تو ہوتا
یونیورسٹی سے ملتا تجھے اک گولڈ میڈال (تمغۂ طلائی)

یا کہ ہوتا کوئی بیرسٹر و آیل ایل ڈی تو
غیر کا دست نگر ہونا ہی پڑتا ہر حال

کیونکہ ہوتا ہے یہان ایک کا ایک دست نگر
زندگی سب سے بدتر ہے دنیا مین محال

ہند مین دست نگر جیسے مسلمان ہین مگر
شاید ایسی کہین ڈھونڈھے سے بھی ملیگی نہ مثال

اور قومین نہین ہے با تار نہر گرہم ۔ مگر
انکو جب آیا ہے آیا ہے غلامی کا خیال

انکا پھر ہونا ہے نہ ٹرسٹی سے زیادہ بیسود
گو کہ انگلنڈ بھی جاتے ہین بہت سے ہر سال

علم کوئی بھی ہو اچھا ہے مگر سوچو تو — تمکو کس علم کی دنیا میں ہے حاجت فی الحال
نہ سیکھو ہسٹری کی تمھیں چنداں حاجت — نہ ضرورت تمھیں اسکی کہ بنو پولیٹیکال
میرا مطلب نہیں یہ سیکھو نہ قانون کو تم — میرا مطلب نہیں یہ اسمیں نہو تمکو کمال
میرا مطلب نہیں یہ تم نہ کرو نوکریاں — میں تو خوش ہوں جو مسلمان ہوں گورنر جنرل
مگر اتنا تو کرو غور کہ اک قوم کی قوم — ایک ہے پیشہ میں کس طرح کرے کسب حلال
اس کو سوچو کہ گورنمنٹ کی امداد بغیر — کونسی فکر بنا سکتی ہے تمکو خوشحال
اس تمنا سے غلامی سے تمھارے خاص — کہیں بہتر ہے کہ پیدا کرو تم آٹا دال
تمھیں کیا عام مسلمانوں کی حالت ہے یہی — گھر میں کھانیکو نہیں سر میں حکومت کا خیال
کچھ حکومت ہی پہ دولت کا نہیں دار و مدار — اور قومیں بھی ہیں محکوم مگر ہیں خوشحال
جنمیں ہندو بھی یہودی بھی ہیں زردشتی بھی — اسنے نسبے مضبوط ہے دولت نے کیا عمدہ حال
انمیں ایک اک ہے کروروں کا دھنی آجکے دن — سا کہہ ایک ایک کی انگلینڈ سے ہے تا بنگال
ہے کھلا سبکے لئے پیشہ وری کا میدان — جاؤ یورپ کو صناعت میں کرو کسب کمال
قوم سے دور نہو گا کبھی ہرگز افلاس — علم جبتک کہ نہ حاصل کریں ہم ٹیکنکال
ہے ترقی یہ صناعت کی بدولت ساری — دامن دولت یورپ ہے جو یوں مالا مال
ہے کرشمہ یہ صناعت ہی کا جو چار طرف — صفحۂ ارض پہ پھیلا ہوا ہے ریل کا جال
ہے صناعت ہی کی قوت جو ہوا ابن انسان — اڑتا پھرتا ہے پرندوں کی طرح بے پر و بال
اہل یورپ کو ہے صنعت کی بدولت یہ عروج — اور ہے بے ہنری سے ہمیں ہر روز زوال
کیا عجب ہمکو پہننے کو نہ کپڑا ہاتھ آئے — میانچسٹر کا نہ اک سال اگر آئے مال
اور کپڑا بھی بسر اگر آجائے کہیں — سینے کیواسطے سوزن کی ہو دقت ہوگی کمال

کیا عجب گھر مین ہمارے ہنو روشن چولہا
ہند مین دیو اسلائی کا جو پڑجاے کال
ڈاسن و ویٹے نہ ہمین جو یہ شوزا ور یہ ٹونس
جیلین ویسی ہی پہنکر ہمین چلنا ہو محال
سقے آرام طلب ہوگئے ہم جاہل ہین
بند ہو جائین جو نل پانی کا پڑجاے کال
گر چلانا ہی مشینونکا ہمین آجاے
محض بیہودہ ہی جبتک کہ نہ لین ہم انہین ڈہال
یا بدست دگرے دست بدست دگری
کسقدر قابل عبرت ہے ہمارا یہ حال

روک دین ریل کو انگریز اگر اسے ضامن
حیدرآباد سے کنتور کو جانا ہو محال

مسرت

دور ہو سامنے سے ای غم دلدوز کہین
روز منحوس و شب تار کے فرزند ہین
تجھسے بڑہکر کوئی نکلیگا نہ سفاک و لعین
سچ ہی دنیا مین کسیکا بہی تجھے درد نہین

کون ہے وہ جسے تو نے نہ پریشان کیا
کتنے گھر ہوگئے وہ تو نے جنہین ویران کیا

قصر تنہائی و عزلت کہین ڈہونڈہ اب جاکر
جس سے بڑہکر نہو منظر کوئی پر ہول و خطر
چھوڑ للہ مجھے دیکھہ کوئی اور ہی گھر
ساتھہ تیرے نہین ممکن کہ ہو انکی بسر

ایسے خونخوار سے دشمن کو بہی اللہ بچاے
کسی بدبخت کی محفل مین بہی تو راہ نہ پاے

تو وہ اژدر ہے خدا خلق کو دی جس سے پناہ
تو ہے وہ دیو کہ دنیا کو کرے دم مین تباہ
دیکھہ گوشہ وہ تری دل کی طرح ہو جو سیاہ
شب تاریک کو ڈہونڈہ ہے نہ ملے جسکی راہ

مجھسے کیا کام تجھے دور ہو مردود کہین
بزم ہستی سے تری شکل ہو نابود کہین

جا کے اب تو بھی انہین گھاٹیو نمین ہو پنہان
جو ہون تیرے دل تاریک کی صورت ویران

کون ہی جو تری ہاتھون سے نہین ہی نالان
کانپ اوٹھتا ہی تری نام سے ہر پیر و جوان

پھر نچھوڑا اوسے ہرگز جسے تاکا تونے
دل جو آباد تھے ڈالا وہین ڈاکا تونے

دیکھہ سکتا نہین جسطرح سے تو خوش حالی
یو ہین تجکو نہین بہاتی تری صورت کالی

شادمانی کے لئے دلمین جگہہ کر خالی
کوئی ساعت مین مسرت ہے اب آنیوالی

راحت روح روان فیض کرم اوسکا ہے
مشتری اور عطارد سے جنم اوس کا ہے

یہ مسرت وہ ہی بیکس[1] نے ہے جسکو پالا
یہ مسرت وہ ہے جم جسکا تہا دل سے شیدا

بزم عشرت مین اسی شمع کا ہے اُجیالا[2]
خیر مقدم مین اسی شعلہ کے تہا جشن سدہ[3]

بادہ ساغر جم نشۂ مل ہے تو یہ ہے
رونق باغ جہان نگہت گل ہے تو یہ ہے

حاصل کشت مراد و ثمر نخل امل
گل گلزار جوانی شجر عمر کا پہل

[1] بیکس بکسر موحدہ وفتح کاف عربی۔ یونانی میتہالوجی یا دیوا فسانون مین شراب اور عیش و عشرت کے دیوتا کا نام ہے ۱۲ [2] اجیالا اگرچہ لکھنو کی زبان حال مین اب متروک ہے اور اس کی جگہ پر اُجالا بولا جاتا ہی مگر چونکہ یہ زبان ہندی مین یوہین صحیح ہے اسلئے مینے اسکے استعمال کی جسارت کی۔ [3] جشن سدہ۔ دنیا کا سب بڑا پہلا جشن جو جمشید نے پتہر سے آگ نکلنے پر کیا تہا ۱۲

یہ جو غمخوار ہو بیکل کو بھی آجاے کل ۔ یہ جو دلدار ہو جنگل میں منا لو منگل

اسکے باعث سے ہر اک دل کا چمن تازہ ہے
چہرہ شاہد عشرت کا یہی غازہ ہے

یہ پری وہ ہے کہ سب حسن پہ جسکے ہیں نثار ۔ دلربا اسکی ادائیں ہیں تو دلکش اطوار
آدمی وہ نہیں آتا ہو نہ اسپر جسے پیار ۔ سارے عالم کی ہے معشوق یہ شوخ طرار

یہ اگر آنکھ پھرا لے تو قیامت ہو جاے
بزم ماتم ابھی ہر محفل عشرت ہو جائے

یہ نہو پاس تو رہتی ہے طبیعت بیکل ۔ یہ نہو ساتھ تو آجاے حواسوں میں خلل
یہ نہو گر تو چلے پھر کبھی دنیا کی نہ کل ۔ یہ نہو گر تو کریں لوگ تمناے اجل

یہ نہو گر تو رہائی کو اسیری سمجھو
یہ نہو گر تو امیری کو فقیری سمجھو

ہے مسرت ہی اولوالعزمی و ہمت کی دلیل ۔ ہے مسرت ہی کرم اور سخاوت کی دلیل
ہے مسرت ہی مواخاۃ و مروت کی دلیل ۔ ہے مسرت ہی ہر اک روح کو راحت کی دلیل

گر مسرت نہو حاصل تو ہے دولت کیا چیز
یہ نہیں گر تو ہے دنیا کی حکومت نا چیز

اے مسرت ادھر آ میں تری صورت کے نثار ۔ پھینکدے سر سے اوٹھا کر کہیں افکار کا بار
جلد دھو دے دل غمدیدہ سے کلفت کا غبار ۔ ساغر بادہ عشرت کو بنا دے سرشار

تیرا عاشق ہوں مجھے تیری محبت سے ہے کام
نہ فقیری سے غرض ہے نہ امارت سے ہے کام

تیرے ساتھ آئی اگر دلمین جوانی کی امنگ
خوش کرون تجہکو دکہا کر چمن نظم کا رنگ
وہ ہنسی کہیل وہ چہلین وہ بشاشت وہ ترنگ
سنکے ہو جائے مجہے بلبل خوش لہجہ بہی دنگ

پر یہ خدمت تری جس وقت براے مجہے
کہین پہر تو نہ کبہی آنکہہ چراے مجہے

کر یہ اقرار کرے گی نہ کبہی بیدادی
ایک پہلو مین ہو تو ایک طرف آزادی
تاکہ ہو خلق مین حاصل مجہے سچی شادی
انہین پر پوستہ رہے گہر کی سدا آبادی

عمر بہر مین نہ چہوڑون کبہی ہرگز تجہکو
چہوڑ دے تو نہ کہین ہے تو یہی ڈر ہے مجہکو

مینے دیکہے ہین بہت عیش و مسرت والے
مینے دیکہے ہین بہت دولت و ثروت والے
مینے دیکہے ہین بہت محفل عشرت والے
مینے دیکہے ہین بہت شوکت و حشمت والے

تجہکو ان سب سے یہ اخلاص بڑہاتے دیکہا
وقت پر ایک کو بہی کام نہ آتے دیکہا

دیکہہ یہ کوئی برا ماننے کی بات نہین
کونسا شہر ہے وہ جسمین خرابات نہین
کونسی ہے سبب تلخی اوقات نہین
کون کروا ہے وہ جس کی مکافات نہین

جو مقدر ہی مین لکہا ہو مٹائے اوسے کون
ہین ہاتہون سے بگاڑین تو بنائے اوسے کون

ساتہہ تو دیگی تبہی جبکہ نہ ہم جلدی بڑہین
ٹہنڈا لوہا کبہی بڑہتا نہین کتنا ہی گڑہین
پا گئے تہوڑا سا سہارا نہ بہت سر پہ چڑہین
بردباری کا سبق چاہئے ہم غم سے پڑہین

تجہپہ اترائین نہ اوسکو بکراہت دیکہین

رنج ایک آنکھ سے ایک آنکھ سے راحت دیکھین

باران رحمت

حمد شایان ہے اوس یگانے کو — جسنے پیدا کیا زمانے کو
ارض و افلاک اور جبال و بحار — روز و ماہ و سنین و لیل و نہار
کہین سختی ہے اور کہین نرمی — کبھی جاڑا ہے اور کبھی گرمی
انہین ایک ایک کی فضا ہی الگ — انہین ایک ایک کی ہوا ہی الگ
گذرا جاڑون کا خوشگوار سمان — لگے گرمی سے مانگنے سب امان
گرمی اور وہ بہی ہند کی گرمی — اہل یورپ چلے ہین نیلگری !
بادہ خوارون نے چھوڑدی ہے شراب — جا سے مے اب ہے خواہش برف آب
پنکھا قلیونکی بڑہ گئی تنخواہ — ہر طرف ہے مچی تراہ تراہ
رند باران کی مانگتے ہین دعا — آنکھین ہر دم لگی ہین سوی سما
شاق بنت عنب کی ہے دوری — روز افزون ہے درد مہجوری
کس قیامت کی ایکی گرمی ہے — جسم کی چربی پگہلی جاتی ہے

دونگرا جلتھل کا پڑے یارب
اس مصیبت سے جی بچے یارب

لو لگا مرگ آگئی برسات — جان مین جان آئی پائی نجات
چرخ نیلی نے پہر قبا بدلی — مہر نے پہر محل سرا بدلی
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی بارے — دل کی کہلنے لگی کلی بارے

جھوم کر پھر اوٹھا وہ ابر بہار
دہمی دہمی وہ پڑ رہی ہے پھوار

دھو گیا دل سے کلفتوں کا غبار
سب پیے آج رند ہیں سرشار

غول کے غول پھر وہ آنے لگے
دھوم میخانہ میں مچانے لگے

دخت رز کے یہ چاہنے والے
سب ہیں الفت نباہنے والے

جان جائے جگر جلے تو جلے
آبرو خاک میں ملے تو ملے

مئے و معشوق و جام و مینا ہو
انکا ساقی ہو اور دنیا ہو

اب تو قسمت سے آگئی برسات
زندگی موت ہے خدا کے ہات

ہاں کوئی جام تو پلا ساقی
عینک اچھی سے اک چڑھا ساقی

آج کرنی ہے چل کے باغ کی سیر
اور ہے منظور وحشت و راغ کی سیر

تو بھی کھڑکی سے سر نکال ذرا
دیکھ چھائی ہے کیسی کالی گھٹا

دیکھ بارش کا معجزہ ساقی
ایک ہیں ارض اور سما ساقی

مسئلہ ابر کشش کا صاف ہوا
ابر رحمت نے تار باندھ دیا

قحط نے ابکی مار رکھا تھا
بارے خالق نے اپنا فضل کیا

یہ جو بادل بہت گرجتے ہیں
قدرتی شادیانے بجتے ہیں

کہیں جھینگر ہی راگ گاتے ہیں
کہیں مینڈک ہی غل مچاتے ہیں

یہ پھوار اور یہ گھٹا گھنگھور
کوک کوئل کی اور مور کا شور

عیش و عشرت کا ہے یہی ہنگام
شاد و فرحان ہیں سب خواص و عوام

باغبان آج ہو رہے ہیں نہال
کاشتکاروں کا مونہہ خوشی سے ہے لال

کوئی پودے کہین بٹھاتا ہے ۔ کوئی شاخین کہین لگاتا ہے
کوئی ہل لیکے گھر سے آتا ہے ۔ سینچے پانی مین کہیت جاتا ہے
سردی کہانے کا غم نہین اسکو ۔ عید سے دن یہ کم نہین اسکو

الغرض اک عجب بہار ہے آج
جسکو دیکھو وہ محو کار ہے آج

چار دن بعد آکے دیکھئے گا ۔ یان کا کچھ رنگ اور ہی ہوگا
ہر طرف کہیت لہلہائین گے ۔ دشت کو آپ باغ پائینگے

باغ کا کچھ نہ پوچھئے احوال
زرِ گل سے ہین شاخین مالا مال

ہین عروس چمن نہائے ہوئے ۔ تن پہ خلعت نئے سجائے ہوئے
دیکھکر اس کو وہ اکڑتا ہے ۔ حسن سے اپنے آپ لڑتا ہے
شاخین مستانہ وار جھومتی ہین ۔ کلیان پہولونکی مُنہ کو چومتی ہین
آب رحمت سے آنکھہ دہلوائی ۔ آج نرگس نے بھی شفا پائی
پر ہے تالابون کی خوشی وہ چند ۔ شور لیتا ہے ہر طرف سے بلند
قطرہ جو آسمان سے گرتا ہے ۔ آب تالاب گرد پھرتا ہے
آبشارونکی ہے بہار الگ ۔ انکا طنبور الگ ہے تار الگ
انکے نغمون کا ہے نرا ڈول ۔ دن کو پر لطف رات کو پر ہول
کوہ جو تھے درشت و سادہ مزاج ۔ واں پوشاک وہ بھی پہنے ہین آج
انکی بارش مین لہر آ ہی گئی ۔ رنگ اپنا یہ کچھ جما ہی گئی

الغرض یہ عجیب موسم ہے
یہی وجہ بقائے عالم ہے

اس کو کہتے ہین رحمت یزدان — بالیقین ہے تو یہ ہے جان جہان
اس سے عالم کی کھیتیان ہین ہری — موتیون سے جہان کی گود بھری
اس سے سرسبز دشت و باغ و چمن — اس سے سرشار نہر و چشمہ و دن
اس سے لبریز جام عشرت خلق — دور اس سے غبار کلفت خلق
تاجر اس کے سبب سے مالا مال — کشتکار اسکی وجہ سے خوشحال
گلستان پر بہار اس سے ہے — باغ پُر برگ و بار اس سے ہے
ندیان سب اسی سے جاری ہین — چشمے دوکان آبکاری ہین
اسکے الطاف بے نہایت ہین — اسکے اوصاف بے بدایت ہین
فیض جاری رہے گا اسکا مدام — خامش اب بس نہین یہ تیرا کام

ہستی بے ثبات ہے انسان
رحمت کردگار بے پایان

راستبازی

اے خضر طریق راستبازی — گم گشتہ ہون راہ پر لگا دے
ہمت کوتاہ دور منزل — پر ہول و خطر مین سارے جادے
دشت پرخار راہ مین ہے — کیونکر طے ہوگا یہ بتا دے
کس سمت ہے کوئے نیکنامی — تو دور ہی سے مجھے دکھا دے

شاید فیض قدم سے تیرے　　پاؤنین مرے خدا سکت دے

نیکی

عقل سے اپنی کیا مینے سوال　　کام کیا کیجیے بڑا ہے جس سے وقار
بولی اللہ یحب المحسنین　　حسن نیت پہ ہے عزت کا مدار
کیجیے نیکی اپنے اور بیگانہ سے　　اس سے بڑھکر کیا ہے وجہ افتخار

عیب جوئی اور گناہ مین فرق

کہا واعظ نے کل یہ ضامن سے　　ہے جو انسان گناہگار خدا
اپنے مالک کا ڈر نہین جسکو　　نہین خلقت سے جسکو شرم و حیا
عیب کرنے مین جسکو باک نہین　　نہین غیبت سے مس جسے اصلا
آگ لگتی ہے تن بدن مین مرے　　ہو نہین ایسا کسی کو گر پاتا
کہا ضامن نے ہے بجا ارشاد　　پر ہے حضرت مین اسمین فرق اتنا
آپ ہین نیک کو بھی بد کہتے　　وہ برے کو بھی جانتا ہے بھلا
اپنی نیکی پہ فخر آپ کو ہے　　اور اوس کو ہے اعتراف خطا

آپ ہی اس مین اب کرین انصاف
مین تو کچھ عرض کر نہین سکتا

مذہب کی پابندی کو اتفاق مین کیا دخل ہے

ایک صحاف جو بازار مین کل — باندھتا جلد مجھے آیا نظر
ساتھ ضامن بھی تھا میرے اوستو — کیونکہ ہمدم ہے مرا اور یاور
بیٹھے ازراہ تفنن پوچھا — اہل مذہب کو ہے کیا فوق اسپر
سنکے کچھ دیر تو ساکت وہ رہا — پھر جواب اوسنے دیا یون ہنسکر
یہ ہے گر جامع اوراق کتب — تو ہین وہ جامع افراد بشر

عصمت بی بی از بے چادری

ضامن نے اک گدا سے کل راہ مین یہ پوچھا — اہل دول کی اکثر کرتا ہے جو مذمت
دولت کہین سے تجکو مل جاے گر تو کیسا — بولا کہ بھائی اسکو ہم کیا جانے کیا ہو حالت

نیکنامی

نیکنامی عجیب دولت ہے — اس سے بڑھکر جہان مین ہے کیا چیز
جان دیکر یہ ہاتھ آئے اگر — تو اسے جان سے جان عزیز

سخت کلامی

لگا ہی تیر جو بند آنکھ کرکے تیر انداز — پڑے نشان پہ کرے یا ہدف کسیکا جگر
اسیطرح سے جو بے سوچے بات کی ضامن — نہ جانے کیسا ہو سامع کے دل پہ اسکا اثر

اشرف المخلوقات

ہاتھ میں معمار کے پتھر ہے جو چاہے کرے
اوسکو مسجد میں لگا دے یا بنا دے بتکدہ
طبع انسانی یونہی محکوم ہے انسان کی
اوس کے بس میں ہے کہ چاہے اسکو دے جیسا بنا
اشرف المخلوق وہ ہے کام لے جو عقل سے
بدترین خلق ہے جو جہل کا پیرو ہوا

تہذیب اخلاق

لوہے سے سخت چیز بھی دنیا میں ہے کوئی
جو شکل چاہے اوس کی بنا لے مگر لہار
عادت درست کر نہ سکے اپنی آدمی
ہے جائے حیف ولیکن نہ ہو یہ بھی اختیار

ایک گداے مبرم کی سچی حکایت

ابھی کل کا واقعہ ایک شاہ صاحب جو مسلمان تھے
ہوئے یون نعرہ زن آکر سائیں کل سے بھوکا ہون
یہ سنکر ایک ماما لیکے کچھ چانول گئی باہر
کہا کیا راہ مولا کا بھی سودا ہو نہیں سکتا
سنا یہ میں نے جب شہرت کا مجکو شعر یاد آیا

صدا دیتے ہوئے در پر ہمارے بھی چلے آئے
اور دی اجر مولا راہ پر اوس کی جو کھلوائے
کیا اوس بھیک کو رد اور سائیں خوب برا
کرین کیا لیکے یہ کچھ پیسے ہوں ہمکو دلوائے
کہا سچ خوب ہی اللہ رحمت اوس پہ فرمائے

گدائی را بہ نخوت میکنند امروز درویشان
چہ میکردند اگر میداشتند این قوم دنیا را

وقت[۱]

دریا کی اور وقت کی ہے چال ایک سی ۔ بہتے ہین دونون ایک ہی رفتار سے سدا
روکے انہین کسیکی بھلا کیا مجال ہے ۔ سلطان کی فوج ہو کہ ہو عباد کی دعا
گرتا ہے بحر مین وہ تو بحر ابد مین یہ ۔ حالت مین انکی فرق نہین کوئی ظاہرا
لیکن خدا نے چشم بصیرت ہے جنکو دی ۔ ہے فرق ایک اونکی نظر مین بہت بڑا
یعنے کہ بے نتیجہ نہین آب کی روش ۔ دریا جہان سے گذرے مقرر ہو فائدہ
شاداب ہون درخت تو سرسبز مرغزار ۔ کھیتی ہری ہو اور سقامات سے سیرا

لیکن جو وقت کو یوہین بیکار چھوڑ دین
اولٹا ضرر ہو نفع کہان فایدہ کجا

زمانہ کی رفتار

وہ سبک رو ہون کہ مثل نسیم ۔ ایک ہین مجکو وادی و کہسار
قید بھی گر رہون تو سر جکراے ۔ ایک حالت پہ کب مجھے ہے قرار
ہون وہ وحشی کہ مجھسے سیکھتے ہین ۔ طور گردش سپہر و لیل و نہار
مہر جلتا ہے دیکھکر مری چال ۔ ماہ ہے میرا اک جلو بردار
کوہ و صحرا کو ساتھ لیکے پھرا ۔ مینے ثابت کو کر دیا سیار

[۱] دراصل یہ مضمون ایک انگریزی نظم کے بعض اشعار کا ہے لیکن چونکہ اسکے لکھتے وقت نہ تو وہ اصل نظم پیش نظر تھی اور نہ مصنف ہی کا نام یاد ہے اسیلئے اسکو ترجمونکے شمول سے الگ کر لیا گیا۔

گنبد تیز گرد گردون بھی
تھم گیا خستہ ہو کے آخرکار

قصر سب حکمت فلاطون کے
میری چل پھر مین ہو گئے مسمار

پھیری گردش کا کیا ہو اندازہ
کسنے دیکھی خیال کی رفتار

مگر اس دوڑ دھوپ پر بھی رہا
بہت آگے زمانہ غدار

قناعت

ہے سلطنت مجھے اک عز من قنع کا خیال
سکون قلب ہی کو جانتا ہون مین راحت

ہمیشہ رہتا ہی دل میرا اپنے حال مین مست
ہے میرے سینہ مین پنہان جہان کی نعمت

یہ ہی وہ چیز کہ جسمین نہین زوال کو دخل
بغیر منت غیری ملی ہے یہ دولت

ہین خواہشین مری تھوڑی سی وہ بھی سب ایسی
کہ پورے ہونے مین جنکے ذرا نہو دقت

سبب یہ ہے کہ ہمیشہ سے میرا پای طلب
ہوا نہین کبھی بیرون حیطۂ قدرت

مجھے امید کسی سے نہین سواے خدا
اوسی سے رنج بھی ہے اور اوسی سے ہی راحت

اوسی کا قہر و عنایت ہے وجہ بیم درجا
اوسکی ہاتھ سے ملتی ہے ذلت وعزت

اوسی کی ذات ہے دنیا مین قاضی الحاجات
کسیکے سامنے کیون لیکے جائین ہم حاجت

ہوس رہے نہ کسی چیز کی جہان مین پھر
عطا کرے وہ اگر عقل و جسم کو صحت

زندہ دلی

جو پوچھیے کسی صوفی سے زندگی کیا ہے
تو سر ہلا کے عجب تمکنت سے کہتا ہے

پل شکستہ ہے اک اپنی ہستی فانی
حوادثات زمانہ ہین بحر طوفانی

جہان شور و شغب ہے یہ ولولہ ہی نہین
مکان عیش و طرب ہے یہ راستہ ہی نہین

عجیب منظر پرلطف و پرفضا ہے مگر
کہان ہین جو خواب سے آنکھین تو ہی اندھیر اگھر

غنی ہین شال مین مست اور گدا ہین کمبل مین مست
بجاے خود ہے ہر اک اپنے اپنے حال مین مست

سر در بادۂ عشرت سے کوئی ہے بیحس
دفور رنج و مصیبت سے کوئی ہے بیحس

ہے بادشاہ جہان مین کوئی گدا کوئی
کوئی ہے صاحب ثروت تو بینوا کوئی

یہ سچ مثل ہے کہ دولت ہی چلتی پھرتی چھاون
نہ ٹھہرے ناچنے والے کے اک جگہ پر پاون

حماقتون سے کوئی اور کوئی مقدر سے
بنا گدا سے تونگر گدا تونگر سے

غرض عجیب ہے قانون ایزدی سرکار
ہے کاروبار کا جس پر بشر کے دار و مدار

بدلتا رہتا ہے ہر آن مین زمانہ کا رنگ
ہین آج خاک نشین کل تھے جو صاحب اورنگ

نتیجہ کاہش و زحمت ہے عیش بیجا کا
خمار بادۂ تند اور بھی ہے جانفرسا

تباہ ہوتے ہین آوارگی کے ہاتھون ہم
اخیر عمر مین کرتے ہین پھر شباب کا غم

پھر ایسے رونے سے بے وقت کہ نتیجہ کیا
کبھی کسیکو گیا وقت ہاتھ آ سکا

اگرچہ کم تھا نہ کچھ اپنی زیست کا عرصہ
پہ ہمکو ہوش مین لانیکو مکتفی نہ ہوا

کیے وہ کام کہ گویا نہ تھا ہمین کچھ کام
وہ شہ بلا دو اسی کہ جسکا نہین کوئی انعام

جو یاد کرتے ہین وہ دن ملال ہوتا ہے
خود اپنے فعلون سے اب انفعال ہوتا ہے

پہ غور کیجیے تو اقوال منطقی ہین غلط
جو سوچیے تو یہ اوہام فلسفی ہین غلط

غلط ہے دغدغہ کفر و فکر دین ہی غلط
تمام وسوسۂ رابطہ و طین ہے غلط

غلط ہے سب وہ جو کچھ ہم خیال کرتے ہین
کہ عمر رفتہ کی خاطر ملال کرتے ہین

غلط تھا وہ بھی جو کہتے تھے اس زر ہمکو
غلط ہے یہ بھی جو کہتے ہین پاس ہے ہمکو

ہے گرچہ سچ کہ یہ دنیا خیال و خواب ہے صرف
ہے گرچہ سچ کہ محیط جہان سراب ہے صرف

نہ چاہیئے کہ مسرت ہو دل مین پوشیدہ
وہی ہلال ہے نظارہ سب کرین جسکا

اٹھاؤ آنکھ ذرا سے سر کہہ و بار الم
گذر گیا جو زمانہ عبث ہے اسکا غم

فضاے دہر کی کچھ خوش ادائیان دیکھو
خدا کی عزت سے قدرت نمائیان دیکھو

عروس دہر ہے فرخندہ حال ویسی ہی
کہ جیسی روز ازل شادمان و فرحان تھی

اوسی طرح سے لبہاتی ہے دل ادا اوسکی
ہے ساری نوع بشر اب بھی مبتلا اوسکی

سحر کو دیتی ہے ہر روز اب بھی خلعت نور
ہے بکھرتی موتیون سے دامن شب دیجور

ہے رنگ روح فزا صبح کو چمن کا وہی
ہے ڈھنگ رات کو انجم کی انجمن کا وہی

اوسیطرح سے دمن مین ہے فرش زنگاری
اوسی روش سے چمن مین ہوئی ہے گلکاری

ہین بلبلون کے وہی نغمے شاخسارون پر
گلون کا جور و ستم ہے وہی ہزارون پر

وہی پرانی خزان و بہار مین ہے لاگ
وہی قدیم کی گل اور خار مین ہے لاگ

اوسیطرح کی روانی ہے آبشارون مین
ہے نزہت آپ ہی سی اب بھی مرغزارون مین

غرضکہ دشت و جبل بحر و کان و ارض و سما
ہے ایک رنگ پہ روز ازل سے سبکی فضا

ہین ذرہ ذرہ مین دلچسپیان قیامت کی
نظر نہ آئین تو سمجھو کمی بصارت کی

ہزار طرح کے سامان عیش ہین جب راست
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

خدا جو گوش نصیحت نیوش دے تمکو
ہنسی خوشی سے بسر یہ دو روزہ عمر کرو

نہ چاہیئے غم ماضی و فکر مستقبل
رضاے دوست پہ راضی رہو ہمیشہ دل

کہ نام زندہ دلی کا ہے زندگی ضامن
یہی ہے بندہ کی مقبول بندگی ضامن

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
غزل ۱	۸	اسکا	اُسکا
۱۴	۱۰	سلطان	سلطان و
"	"	ہوتمنا	ہو دن تمنا
"	"	اعتقاد	اعتقاد و
۱۱	۷	کافور	کا نور
"	۱۴	رہا سے ہو	اوسے یون کہو
۱۳	۱۶	حاوی	عادی
۱۴	۱۷	جہلک	چمک
۱۵	۱	منڈلاتا	منڈلاتا
"	۷	آتشباز	آتشبار
۱۹	۷	گاہ ہے	گاہے
"	۱۳	بازیگر	اکسیر
۳۹	۱۷	کچھ ہاتھ انسان کے	ہاتھ کچھ انسان کی
۴۵	۱۴	مہمانون	مہمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶	۹	نوزنہ	نوزستہ
۴۷	۷	رہے	سہے
"	۹	اک	تاک
"	۱۲	حبکا	جبکا
۶۵	۱۱	کیک	کیک لو
۶۴	۹	اوسکو بہاکر	بہلاکر
۶۱	۱۳	جب	جو
۸۲	۷	کل کا پیمانہ	سبو کا پیمانہ
۸۳	۴	گہر و مال	گہرو لعل
۸۴	۳	نگرتہ	نگہ
۹۸	۱	خدا سکت	سکت خدا
۱۰۴	۷	وروزہ	دوروزہ

نوٹ۔ کتاب ہذا کی بابت رجسٹری ہوچکی ہے کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں۔

اشتہار

مندرجہ ذیل کتابیں ہمارے پاس سے بذریعہ ویلیو پے ایبل یا نقد قیمت بھیجنے پر مل سکتی ہیں۔ زیادہ جلدوں کے خریدار کو معقول کمیشن دیجائے گی۔

ارمغان فرنگ .... قیمت ۱۲ر

دیوان حبیب کنتوری .... للعہ

مخمس حبیب " ۸ر ۴ر

مدح محبوب مصنفہ حضرت حبیب کنتوری ۳ر

دیوان عالم موسوم بہ مذاق عشق .... عہ

" " معہ تصویر عکسی .... عہ

نوٹ۔ ہر حالت میں محصولڈاک ذمہ خریدار ہے۔

المشتہر

سید محمد ظفر کنتوری کمنڈ گوشہ محل حیدرآباد دکن

اشتہار

ہمارے مطبع میں

صحت وصفائی اور

سرکاری دفاتر کے

وغیرہ - سنہری رو پہ

بہ نسبت دیگر مطابع

اگرچہ اس مطبع کو

مطبع کا کام انڈیا کے

ہیں کہ ہیں پڑا چھپا ہوتا

قدر کافی ووافی ہیں جو

فرماویں - المشتہر

محمد ابراہیم